مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ط

هِدَایَةُ الشِّیْعَة

جس میں

مسئلہ خلافت کی تفصیلی بحث، تقیہ کا پس منظر، کتاب اللہ میں
صحابہ کا مقام اور مشاجراتِ صحابہ کی ابحاث، فدک
و وراثت انبیاء کی تحقیق وغیرہ مفید مضامین ہیں

مؤلفہ

قطب العالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی

ناشر

دار الاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

فہرست مضامین

تمت

اعتذار از ناشر

زیر نظر کتاب ہدایت الشیعہ کے بارے میں کچھ لکھنا غیر ضروری بلکہ بے ادبی ہے کیوں کہ اس کتاب کے مصنف حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ ہیں اور اُن کا نام نامی اس کے مستند ہونے کی پوری ضمانت ہے۔

دراصل یہ کتاب شیعہ حضرات کی طرف سے کئے گئے دس سوالوں اور ایک اشتہار کا مسکت جواب ہے جس کو اگر بنظر انصاف پڑھا جائے تو شیعہ و سُنّی اختلاف ختم ہو سکتا ہے (جس کی اس زمانہ میں شدید ضرورت ہے) یہ کتاب تقریباً ۱۲۸۰ھ کی تصنیف ہے جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہوئے لیکن اُس وقت کی طباعت میں پیراگراف اور عنوانات نہیں تھے جس کی وجہ سے استفادہ مشکل تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے مولانا اسلم صاحب سابق خطیب مسجد پولیس ہیڈ کوارٹر کراچی کو انھوں نے پوری کتاب میں پیراگراف اور عنوانات اس خوبی سے لگائے کہ کتاب کے سارے مضامین فہرست کے آئینے میں نظر آنے لگے اور کتاب کی ذاتی جاذبیت نمایاں ہوگئی نیز مولانا موصوف نے اس بات کی بھی پوری کوشش فرمائی کہ جنابِ مصنفؒ کی اصل عبارت میں ادنیٰ تصرف بھی نہ کیا جائے۔

عنوانات صرف اصل مضمون کی مناسبت سے لکھے گئے ہیں اور پوری کتاب کی اصل عبارت جوں کی توں ہے۔ یہ فہرست مضامین والا ایڈیشن مولانا اسلم صاحب نے تقریباً ۱۹۶۳ء میں اپنے مکتبہ حقانیہ سے شائع کیا تھا لیکن اب عرصہ سے نایاب تھا اس لیے اس کو عکسی طباعت کے ذریعے اب دارالاشاعت کراچی سے شائع کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ قبول و منظور فرمائے آمین۔ ذی قعدہ ۱۳۹۵ھ

بندہ محمد رضی عثمانی

۱۹ر نومبر ۱۹۷۵ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ الذی خلق السموٰت والارض وجعل الظلمت والنور ثم الذین کفروا بربھم یعدلون ☆ والصلوٰۃ والسلام علی من ھدانا ودعانا الی الصراط المستقیم ☆ وحذرنا وبصرنا سوء عواقب البدع والاھواء والشرور ثم الذین ظلموا عن الصراط لناکبون ☆ وعلی آلہ واصحابہ الذین بذلوا اموالھم وانفسھم فی اعلاء کلمۃ الحق وترویج الدین المتین ☆ وفازوا واوصعدوا درجات القرب والحضور ولو عض علیھم الانامل الذین ھم فی غباوتھم وضلالتھم یعمھون ☆

اما بعد، بندۂ عاجز نابود ابو محمود کتب فروش عفا عنہ الرب المعبود کہ کچھ چنداں علم نہیں رکھتا مگر صحبتِ علمائے اہل حق سے بہرہ ور رہا ہے۔ اور مکائد اہل باطل شیعہ سے بخوبی واقف ہوا، عرض کرتا ہے کہ دریں ایام ایک رسالہ متضمن دس سوالات مفواتِ شیعہ نظر سے گذرا کہ مؤلف اس کا بزعم اپنے علم کے حسب عادات اپنے اسلاف کے کوس لمن الملکی بجاتا ہے۔ اور انہی اعتراضاتِ قدیمہ کو بطرز دیگر لباس دے کر مدعی ہے کہ اگر کوئی مجھ کو سمجھا دیوے تو اپنا مذہب ترک کروں اور یہ ایک دھوکہ عوام اہل سنت کو دیتا ہے کیونکر اس کے اسلاف صدہا بار ساکت ہوئے تو کون راہ پر آیا؟ مگر یہ ایک شورش ہے جانتا ہے کہ علمائے اہل سنت اپنی فکر معاش سے خالی نہیں نہ کوئی آپ تک آوے گا نہ آپ کو روزِ سیاہ مناظرہ نظر آئے گا، نہ نوبت ترکِ مذہب کی پہنچے گی۔

اگر آپ کو ایسا شوق مناظرہ ہے تو ہم ہی عرض کرتے ہیں کہ آپ سہارنپور تشریف لائیں علماء تو ایک طرف یہ عاجز ہی آپ سے نبٹ لے گا۔ مگر کیا تعجب ہے کہ آپ ثالثی نصاریٰ

اور ہنود پر عقدِ مجلسِ مناظرہ کرتے ہیں اور ان دونوں گروہوں کا حال بخوبی واضح ہے کہ ان کے اعمال اور عقائد میں کیا کیا خرافات اور محالات ہیں۔ پھر جن کی رائے اور فہم کا حال اپنے دین میں یہ کچھ ہو غیر مذہب کو کیا سمجھیں گے؟ مگر بقول کل شئی یرجع الی اصلہٖ شاید آپ کو ان کی راہ و رسم کچھ پسند آئی ہے۔ خیر غرض یہ سب آپ کے افسانہ ایک زمانہ سازی عوام کا بہکانا ہے ورنہ علمائے شیعہ سے بقول آپ کے (سوائے) کاغذ سیاہ کیے اور کیا کبھی ہو سکا ہے؟ یہ کتب مناظرہ تحریری موجود ہیں، اگر تم میں سے کسی کو فہم و فراست صحیح ہو تو دیکھو۔

اور معرکہ میں علماء تو ایک طرف کبھی عوام سے بھی آپ لوگوں نے میدان پایا ہے جو اب آپ حوصلہ کرتے ہیں؟ مولوی حامد حسین لکھنوی باین دعویٰ علم کہ عالم ملک و ملکوت میں بزعم شیعہ نظیر نہیں رکھتے، میرٹھ میں باوصفِ اصرار و تکرارِ خاص و عام مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ دوام فیوضہٗ کے مقابلہ میں نہ آئے اور گھر سے باہر نہ نکلے اور خلوت میں بھی مولانا نے شیعہ مخلص بن کر بابِ فدک میں پوچھا تو دم چرا کر اٹھ کھڑے ہوئے البتہ اب آپ کچھ یکتائے دوراں اپنے قدماء سے بھی بڑھ کر ہوئے ہوں گے جو یہ دعوائے لاحاصل ہے۔ سو آپ تشریف لائیں اور میدانِ مناظرہ دیکھیں۔ مگر آپ کی تحریر سے آپ کا علم و فضل معلوم و مفہوم نہیں ہوتا۔ نہ معلوم کہ کس لیاقت پر یہ زور و شور رہے شاید مناظرہ کے لیے کچھ دم محفوظ کر رکھا ہوگا۔ خیر یہ جواب تو آپ کے اشتہار کا ہے۔ اب جواب سوالات کا بہ نہایت اختصار لکھتا ہوں۔ اور آپ کے کلام لایعنی کا جواب بکثیر ترک کرتا ہوں، الا ماشاء اللہ کہ آپ کی گستاخی تحریر پر کچھ لکھا جائے سو بفحوائے جَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا محمل حسن پر حمل کیا جاوے، ورنہ حتی الامکان وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ پر عمل ہوگا۔ وَسَمَّیْتُهٗ بِهِدَایَةِ الشِّیْعَة واللہ یهدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم

اشتہار ضروری[1]

بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض کرتا ہے یہ حقیر محمد ہادی ابن مرزا علی صالح باشندۂ لکھنؤ تمامی علمائے اہل سنت کی خدمت میں یہ کہ اکثر سماعت میں آیا ہے کہ آپ حضرات جب کسی ضعفائے شیعہ کو تنہا پاتے ہیں تو انواع و اقسام کے دلائل اپنے مذہب کی حقیت کے اور فضائل محاربان اور مخالفانِ پیغمبر کی عترت کے بیان فرما کر نہایت افتخار فرماتے ہیں گویا در پردہ علماءِ امامیہ کو چھیڑتے ہیں اگر ادھر سے جواب نہ دیا جائے تو اور اپنے دعوے پر اصرار کرتے ہیں چنانچہ مولوی میر سید حسن کامل نے میرزا میر خاں صاحب سے ناحق بحث شروع کی اور گفتگو یہاں تک بڑھ گئی کہ فرمایا کیا ہوا جناب فاطمہ رض ناخوش ہو گئیں۔ اور اسی طرح میر حامد حسین صاحب نے کلماتِ ناشائستہ شانِ اہلِ بیت میں اور سخنانِ ناشائستہ علمائے امامیہ کے حق میں سنائے اور منظفر حسین ناظر ایڈیشنل جج ساکن محلہ اسلام پورنے خادم حسن کو پریشان کیا۔ قطع نظر اس کے صفدر علی نے مجھے لکھ بھیجا کہ پیغمبر خدا شیعہ تھے یا سُنّی؟ اور دو چار مہینہ کے عرصہ میں مقام ٹکاری سے دو دو قطعہ کر کے سوالات آئے جن کے لیے دو رسالے لکھنے کا اتفاق ہوا اور چار سوال ایک دفعہ اور ایک صاحب نے حاجی بکائی صاحب کی معرفت بھیجے تھے کہ میں نے ان کا جواب "تنبیہ السائل" لکھا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ یہ صاحب میرے پاس کیوں نہیں آتے کہ میں ان کی اچھی طرح تسکین کر دوں، مگر معلوم ہوا کہ یہ لوگ گھر بیٹھے بیٹھے نہ کتاب فریقین دیکھتے ہیں نہ تحقیق کا شوق ہے، بعض تو سُنی سنائی اور بہت تحفہ کے سوالات سے ایک دو سوال، جن کا جواب

---

[1] یہ اشتہار جو شیعہ حضرات کی طرف سے ہے اصل کتاب میں کتاب کے آخر میں درج تھا لیکن اب ناظرین کی سہولت کے لیے دیباچہ کے بعد اور اصل کتاب کے پہلے درج کیا جاتا ہے ۱۲ (ناشر)

[1] یہ اشتہار حضرات شیعہ کی طرف سے ہے جس کا ذکر دیباچہ میں کیا گیا ہے ۱۲ (ناشر)

صدہا طرق سے ہو چکا ہے تفریحاً لکھ بھیجتے ہیں، اور یہاں ان کے جواب میں تختے کے تختے سیاہ کرنے پڑتے ہیں۔ اگر جواب اُن کے پاس جاتا ہے تو اس کو دیکھتے تک نہیں، اور نہ قائل ہوتے ہیں، ایسی صورت میں کہاں تک کاغذ سیاہ کیا جائے اور کب تک جواب تحریر کیا دیا جائے۔ جب وہ خود چھیڑتے ہیں اور واقعی سمجھتے ہیں اور تسکین کے طالب ہیں تو مجھے بھی ضرور ہوا کہ اس طرح ان کی تسکین کردوں کہ جمیع علمائے اہل سنت کو اطلاع دوں کہ تحریر تو صدہا برس سے ہوتی آئی ہے اب تقریر سے صفائی ہو جائے تو بہت اچھی بات ہے اگر آپ لوگ اپنے دعوے پر صادق اور اپنی سمجھ پر واثق ہیں تو ایک کام کیجئے کہ ایک اقرارنامہ کامل پر رجسٹری کروا کے چار ثالث دو انگریز اور دو ہندو ذی علم و ذی فہم مقرر کرکے باہم مباحثہ کریں، جو اپنے مذہب کی حقیقت اور ناجی ہونا اپنا دوسرے کی کتاب سے ثابت کردے وہ حق پر ہے پھر دوسرا ایمان لانے میں حجت و تکرار نہ کرے، اور خرچ ثالثوں اور انجمن کا وہی دے اور جو اس سے نکل جاوے تو پھر اپنے مذہب کی حقیقت کو اپنی صحبت کیا دل میں بھی خیال نہ کرے۔ چنانچہ میں نے ٹکاری کے سوالات کے جواب میں بھی پہلے جھگڑا چکانے کو یہی درخواست کی تھی کہ ایک سے ہزار تک ان شرائط پر موجود ہوں، اور جو لوگ ضعفائے شیعہ کو چھیڑتے ہیں وہ میرے سامنے آئیں اور دیکھیں معجزات ائمہ اثنا عشر کو اور حقیقت عترت پیغمبرؐ کو و باللہ التوفیق و بس قطعہ

ہر ایک طرح پہ پو بارہ اپنے ہوئے	ہم اللہ والوں سے چھکے چھوٹے
اور اکبر زدہ تاریخ لکھ	دو خمسہ سوالوں سے چھکے چھوٹے

فقط تحریر ہشتم ماہ جمادی الآخر روز شنبہ قریب نصف النہار ۱۲۸۸ھ سمت اختتام پذیر رفت۔

بقیہ اشتہار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہ خالق الشمس والقمر وصلی اللہ علی حبیبہ وعلیٰ آلہ خیر البشر سیما وصیہ وخلیفتہ علی بن ابی طالب قاطع باب خیبر والسلام علی اصحابہ الذین لم یتخلفوا عن ثقل الاصغر والاکبر۔

اما بعد، عرض کرتا ہے بندہ اصغر خداوند اکبر محمد ہادی بن مرزا علی صالح باشندہ لکھنؤ، کہ جمادی الآخر کی اول تاریخ سے تا روز عید قربان برابر ہر سال مظفرپور ہی میں ضرور رہتا ہوں، کہ جناب نواب سید محمد تقی خاں صاحب بہادر دام اقبالہ کا ملازم ہوں، اشتہار سے واضح ہوا ہوگا کہ میں نے حضرات علمائے اہل سنت سے طلب مناظرہ کیا ہے، مع اقرار نامہ اختیار مذہب اور اب پھر عرض کرتا ہوں کہ جس کا جی چاہے شرائط مندرجہ اشتہار کا عامل ہو کر تشریف ارزانی فرمائے اور ضعفائے اہل سنت کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ امر دین میں جس کو شک ہو وہ بے تکلف تشریف لائے، انشاء اللہ تعالیٰ کوئی کلمہ ان کے مزاج مبارک کے خلاف میری زبان سے نہ نکلے گا اور آیات قرآنی اور احادیث حبیب سبحانی کتب اہل سنت سے نکال کر ان کا کحل البصر دور کر دوں گا انشاء اللہ المستعان تاکہ حق کو بے نقاب دیکھ لیں۔ اے مسلمانو! جانو کہ دریافت حق زندگی میں واجب ہے جب سفر آخرت کا سامان ہوا تو کچھ مفید نہیں نہ عذر طریقہ آبائی سُنا جاوے گا، نہ تقلید علماء کام آئے گی، پس خدا نے عقل دی ہے اور غافل نہ رہو کہ اہل امت کلمہ گو میں تہتر فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ جہنم سے نجات پائے گا، کس لیے کہ آنحضرتؐ کا قول لغو نہیں ہے اور بغیر اس فرقہ ناجی کے اختیار کئے سب عبادت

لہ یہ عبارت اصل اشتہار کی عبارت کی اشاعت کے بعد مصنف اشتہار یعنی مرزا محمد ہادی شیعہ نے تصدیقاً تحریر کی ہوگی جس کو بقیہ اشتہار کا عنوان دیا گیا ہے (ناشر)

بیکار ہے، کیوں کہ اگر فقط عبادت سے نجات ہوتی تو پھر نجات کو عبادت ہی کی قید کافی تھی اب آؤ ہم تمھیں راہِ ہدایت دکھائیں، اگر حق پہچان گئے فہو المراد۔ اور اگر شک ہے تو اپنے علماء سے تسکین چاہو، اگر وہ تمھاری کتب سے تسکین کردیں تو بھلا ہم ہی تمھاری بدولت ہدایت پائیں یہ احسان ہوگا کہ باطل کو چھوڑ کر راہ پر آجائیں گے ورنہ آپ لوگوں کو ملتِ پیغمبر ملے گی اور تمسک ثقلین سے ہوگا۔ یعنی کتاب اللہ اور عترتِ رسول اللہ سے کہ بغیر اطاعتِ ثقلین نجات محال ہے۔ پس اب تشریف لانے میں کسی طرح کا نقصان نہیں ہے، فائدہ ہی فائدہ ہے، فسمیتہ بداعی المسلمین الی الحق والیقین واللہ الھادی والمعین وبہ نستعین ہ پس چند سوال کہ جادہ حق دکھانے والے ہیں بیان کرتا ہوں تاکہ ان کے وسیلہ سے آپ لوگوں کی ملاقات سے مشرف ہوں کہ پہلے اپنے علماء سے پوچھیں پھر مجھے سرفراز کریں تاکہ میں سرمہ حق بیں آپ کی چشمِ حق جو میں لگاؤں (مضمون اشتہار از شیعہ تمام شد)

مقدمہ

تقیہ کی بے بنیادی

شیعیت کی دعوت ناجائز ہے اوّل قبل جواب یہ لکھنا ضروری ہے کہ آپ ضعفائے اہل سنت کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرتے ہیں اور رغبت دلاتے ہیں سو خیر کوئی شامت کا مارا اسقی آپ کے فریب میں آوے یا نہ آوے گا، مگر آپ تو اس دعوت کرنے سے خود مخالفِ معصوم ہو کر فاسق بن گئے کیوں کہ آپ کے مذہب میں بقول امام محمد جعفر صادق رضؓ دعوت غیر مذہب والوں کو اپنے مذہب میں حرام ہے، کلینی کی روایت ہے کہ

قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْعَبْدُ اللّٰہِ جَعْفَرٌ کُفُّوْا عَنِ النَّاسِ وَلَا تَدْعُوْا اَحَدًا اِلٰی اَمْرِکُمْ ھٰذَا۔

(ترجمہ) ”باز رہو لوگوں سے اور مت بلاؤ اپنے امر مذہب کی طرف کسی کو۔“

سو فرمائیے کہ اس دعوتِ حرام کا کرنے والا کون ہوا؟ اور پھر اس کو جو حلال جانے اور تقرب سمجھے تو وہ بحسب عقائدِ شیعہ مسلمان ہے یا کافر؟

تقیہ اور امام جعفر صادق رضؓ اور اگر عذر کرو کہ یہ حضرت امام نے بطور تقیہ فرمایا ہے، تو یہ عذر بالکل بے ہودہ ہے کیوں کہ حضرت امام جعفر رضؓ کو تقیہ ہرگز درست نہیں تھا۔ چنانچہ کلینی وصیت نامہ بحارمیں وصیت امام جعفر رضؓ کی یوں روایت کرتا ہے کہ:

حَدِّثِ النَّاسَ وَاَفْتِھِمْ وَلَا تَخَافَنَّ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ وَانْشُرْ عُلُوْمَ اَھْلِ بَیْتِکَ وَصَدِّقْ اٰبَاءَکَ الصَّالِحِیْنَ فَاِنَّکَ فِیْ حِرْزٍ وَّاَمَانٍ۔

(ترجمہ) ”حدیث بیان کر لوگوں سے، اور فتویٰ دے ان کو، اور مت ہرگز خوف کر

کسی سے سوائے اللہ تعالیٰ کے، اور منتشر کر علومِ اہل بیت اپنے کا، اور تصدیق کر اپنے باپ

دادوں صالحین کی، پس بیشک تو پناہ و امن میں ہے۔"

اور ایک روایت میں ہے:۔

قُلِ الْحَقَّ فِي الْاَمْنِ وَالْخَوْفِ وَلَا تَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ

(ترجمہ) "کہہ سچی بات امن اور خوف میں اور مت ڈر سوائے اللہ کے کسی سے۔"

اور مع ہذا بڑی حیرت اور افسوس کی بات ہے کہ یہ قول حضرت کا اپنے خواص کو تھا اگر حضرت خواص سے بھی تقیہ کرتے تھے تو آپ کی ساری روایات غیر معتبر و واجب الترک ہوئیں، اور بنائے مذہب شیعہ ہی منقطع ہو گئیں۔

تقیہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اب جو ذکر تقیہ کا آیا تو کچھ مختصر بطور تمہید کے لکھتا ہوں کہ سب جوابات میں کام آوے گا۔ علمائے شیعہ کو تقیہ کی آڑ نہایت عمدہ ملی ہے۔ اس ذریعہ سے اپنے مذہب کو تھام رکھا ہے اور تقیہ کو اوّل تو ائمہ پر واجب کر رکھا ہے۔ مگر فی الحقیقت یہ نہایت چرپوز عذر ہے۔ کیونکہ اگر تقیہ واجب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو کچھ اظہارِ اسلام و اظہارِ حق میں تکالیف اٹھائیں کسی شیعہ پر مخفی نہیں، سو چاہیئے کہ معاذ اللہ حسب قاعدۂ اہل تشیع خود رسول اللہ ہی عاصی و فاسق ہو ویں۔ کہ تیرہ سال تک مکہ میں کس قدر جور و جفا اٹھائی، اور کبھی کفار کے ساتھ بتقیہ موافقت نہ کی۔ اگرچہ یہاں گنجائش تحریر بہت ہے مگر بہ نظرِ اختصار مختصر کلام ہے۔ عاقل کو یہی بس ہے اور علیٰ ہذا حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مشہور ہے کہ جان و آبرو سب دی، مگر تقیہ نہ کیا۔ سو وہ بھی شیعہ کے نزدیک حرام موت مرے معاذ اللہ۔

تقیہ اور قرآن مجید

اور خود حق تعالیٰ قرآن شریف میں اس تقیہ ساختہ پرداختہ شیعہ کو حرام فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا

مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا

فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔

(ترجمہ) "بے شک وہ لوگ کہ قبض ارواح کی ان کی فرشتوں نے اس حال میں کہ ظلم کر رہے تھے وہ اپنی جانوں پر (یعنی ظاہر میں مسلمان نہیں ہوئے تھے بخوف کفار مکہ) تو کہا فرشتوں نے تم کس حال میں تھے، کہا انھوں نے ضعیف تھے دنیا میں کمزور۔ کہا فرشتوں نے کیا اللہ کی زمین میں گنجائش نہیں تھی کہ تم ہجرت کر جاتے وہاں سے کہیں اور؟ پس وہ لوگ ٹھکانا اُن کا جہنم ہے اور بُرا ہے ٹھکانا"

اور یہی بات ہے کہ ائمہ کوئی بڑھیا عورت یا بوڑھے مرد ہپ ہپ کرتے نہیں تھے اور نہ بچے معصوم کہ راہ چلنا اور گھر سے نکلنا ان کو محال تھا تا معذور ہوتے۔ لہٰذا اس آیت کے بعد جو دوسری آیت مذکور ہے۔ ائمہ کے حق میں اس سے رخصت نہیں نکل سکتی۔

دوسری جگہ قرآن شریف میں ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۔

(ترجمہ) "کیا گمان کیا تم نے کہ داخل ہو جاؤ گے تم جنت میں اور نہ آئی تم پر مثل پہلوں کے کہ لگی ان کو تکالیف اور مشقتیں، اور ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ کہہ پڑے رسول اور اس کے ساتھ مومن۔ کب آوے گی نصرت اللہ کی، ہوشیار ہو جاؤ کہ نصرت اللہ کی قریب آ گئی ہے"

اور فرماتا ہے:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۔

(ترجمہ) "کیا گمان کرتے ہو تم، کہ جنت میں جاؤ گے تم؟ اور نہ ظاہر جان لے مجاہد کو تم میں سے

اللہ اور ظاہر بیان لے صابروں کو۔"

سوائے اس کے بہت آیات ہیں، اگر عقل اور آنکھ ہو تو قرآن شریف ہر ہر شخص کے پاس موجود ہے دیکھ لیوے۔ مومن کو تو یہی تین آیات بس ہیں۔

تقیہ اور حضرت علی اور نہج البلاغہ میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:۔

اِنِّیْ وَ اللہِ لَوْ لَقِیْتُھُمْ وَاحِداً وَھُمْ طلاع الارض کلھا ما بالیتُ ولا استوحشتُ

(ترجمہ) "میں بیشک قسم اللہ کی اگر ملوں میں ان لوگوں سے تنہا اور وہ بھری ہوئی زمین کے قدر ہوں تو کچھ پرواہ نہ کروں اور وحشت نہ کروں۔

اور بحر المناقب میں ہے کہ:۔

خَطَبَھُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ لَوْ صَرَفْنَا کُمْ عَمَّا تَعْرِفُوْنَ اِلٰی مَا تُنْکِرُوْنَ مَا کُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ قَالَ فَسَکَتُوْا۔ قَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثاً فَقَامَ عَلِیٌّ فَقَالَ اِذاً کُنَّا نَسْتَتِیْبُکَ فَاِنْ تُبْتَ قَبِلْنَاکَ قَالَ وَاِنْ لَّمْ اَتُبْ قَالَ اِذاً نَضْرِبُ الَّذِیْ فِیْہِ عَیْنَاکَ۔

(ترجمہ) "خطبہ پڑھا حضرت عمر رض نے پس کہا کہ اگر میں پھیر دوں تم کو امر معروف اور خیر سے امر منکر کی طرف تو تم کیا کرو۔ کہا راوی نے کہ سب چپ رہے۔ حضرت عمر رض نے تین بار تکرار کیا اس اپنے قول کو، سو علیؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ اب تجھ سے توبہ لیں ہم اگر توبہ کرے تُو تو ہم تجھ کو قبول رکھیں۔ کہا عمر رض نے اگر میں توبہ نہ کروں؟ کہا علی رض نے کہ پھر اب ماریں ہم اس کو جس میں تیری آنکھیں ہیں (یعنی تیرا سر پھوڑیں منہ)"۔

اب ذرا شیعہ انصاف کریں کہ ایسا شخص جو سارے عالم سے نہ گھبراوے اور حضرت عمر رض کو مجمع عام میں کہ وہ سب کے سب بزعم شیعہ اعداء حضرتِ امیر رض تھے کیسا جواب دیا، تقیہ کرسکتا ہے؟ اور تقیہ اس کی شان میں کسی عاقل کا کام ہے کہ تجویز کرے؟ معاذ اللہ۔ اور اس قسم کی روایاتِ کتبِ معتبرہ شیعہ میں بہت ہیں۔ بخوفِ اطناب ترک کی ہیں۔ اگر شیعہ مومن ہیں اور

اپنی کتابوں کو صحیح جانتے ہیں تو یہی دو روایات کافی ہیں۔

ائمہ کے لیے تقیہ کی کوئی وجہ نہ تھی تھوڑی سی بات ہے کہ تقیہ اگر کوئی کرتا ہے تو محلِ خوف میں کرتا ہے سوا ائمہ کہ اپنی موت وحیات پر قادر ہیں۔ چنانچہ کلینی نے اس بات کو بہت عمدہ روایات سے ثابت کیا ہے اور سب علماء شیعہ اس پر متفق ہیں، اُن کو کس کا خوف ہو سکتا ہے اور ان کو کیا وجہ اور ضرورت تقیہ کی پڑتی ہے۔ ہاں معاذ اللہ حظِ نفسانی اور تر لقمہ کھانے کے لیے اور بے حمیتی پر کمر باندھنے کو اور دین میں سستی اور مداہنت اور امر شرعیہ میں کرنے کو اگر شیعہ تجویز کریں تو کچھ تکرار نہیں، ورنہ انبیاء اور ائمہ جو رواجِ دینِ اسلام اور اظہارِ دین اور قمعِ کفر و بدعت کے لیے مبعوث ہوتے ہیں ان سے کیوں کر یہ امر ممکن ہو سکتا ہے کہ ساری عمر کفار کے ہم پیالہ و ہم نوالہ، تابعدار، فرمانبردار، مدح خواں بنے رہیں اور صلوٰۃ و جہاد کے شریک اور کاہے حق زبان پر نہ لائیں، اور نہ کہیں دوسرے ملک میں نکل کر اپنے کام کو جاری کریں۔

تقیہ اور سیرت انبیاء و مومنین سیرتِ رُسل میں حق تعالیٰ فرماتا ہے:

يَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۔ "ڈرتے ہیں وہ خدا سے اور کسی سے نہیں ڈرتے سوائے خدا کے۔"

بلکہ مومنین کی شان میں فرماتا ہے:- يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۔

(ترجمہ) جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں، اور نہیں ڈرتے کسی ملامت کرنے والے سے۔

اب کہو کہ اہلِ تقیہ شیعہ میں یہ صفت کہاں ہے۔ بلکہ وہ تو برعکس خوفِ ملامت سے بزدلی کرتے ہیں۔ اور سوا خدا کے سب سے ڈرتے ہیں۔ بلکہ خدا سے بھی بس نہیں ڈرتے کہ اگر تبلیغ احکام میں مداہنت ہوئی تو کل خدا کو کیا منہ دکھائیں گے۔

الحمد للہ کہ اقوالِ ثقلین (کتاب و سنت) سے تقیہ مصطلحہ شیعہ کی جڑ اکھڑ گئی۔ اگر اب بھی شیعہ نہ مانیں اور حضرات ائمہ کو جبان، بے غیرت اور نفس پرور ٹھہرائیں خدا ان کو سمجھے بس اور زیادہ کیا لکھوں۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۔

سُوالِ اوّل[۱]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ شیعہ کل صحابہ کو بُرا جانتے ہیں اور ہم سُنّی کل صحابہ کو نیک اور عادل جانتے ہیں، اگر یہ سچ ہے تو کوئی سند لاؤ کس لیے کہ شیعہ تو کہتے ہیں کہ اصحاب کے دو معنی ہیں یعنی ایک تعریف عام کہ جو صحبتِ پیغمبر خدا میں پہنچا وہ اصحاب ہے۔ دوسری تعریف خاص ہے کہ جو آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان پر دنیا سے گیا اور قرآن شریف میں بھی جیسے اصحاب کی تعریف ایمان اور عمل صالح پر آئی ہے ویسے ہی مذمت کفر و نفاق و ارتداد پر آئی ہے اور اسی طرح حضرت کے دین سے اُن کے پھر جانے کی بھی جزا ہے، چنانچہ ارشادِ رسولِ خدا بھی یہی ہے۔ اور اس کے راوی آپ کے عالم مشہور شاہ عبدالحق دہلوی اور اخطب خوارزم ہیں کہ آنحضرتؐ نے رو کے فرمایا کہ اے علی لوگوں کے دلوں میں تیری عداوت ہے اور میرے بعد ظاہر کریں گے، اُن پر لعنت کرے گا خدا اور ملائکہ اور جن و انس۔

اور جمع بین الصحیحین میں موجود ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ روزِ قیامت کو میرے اصحاب کے ایک گروہ کو ملائکہ جہنّم کو لیے جاتے ہوں گے میں اُن کی شفاعت کروں گا تو خدا فرمائے گا کہ تو نہیں جانتا کہ تیرے بعد کیا حادثے برپا کیے، مُرتد ہوگئے بعد تیرے۔

اور ایسے ہی بلکہ اس سے واضح تر حدیثیں آپ کی کتب میں بہت ہیں۔ پس جب تعریف سے ارشادِ خدا اور رسولؐ سے ثابت ہوا کہ اصحاب آنحضرتؐ کے مومن اور منافق دونوں

---

[۱] از حضرات شیعہ (ناشر)

تھے پس کل کو بُرا جاننے والا ملّتِ اسلام سے باہر ہے، اور قرآن کا منکر ہے اور کل کو اچھا جانے وہ بھی قرآن کا منکر ہے۔ پس دیکھو تو کہ شیعہ نے تو بتمسک ثقلین اچھے بُرے میں خوب تمیز کر لی، یعنی جسے عترت نے بُرا کہا اُسے بُرا کہتے ہیں، اور جسے جھوٹا کہا اسے جھوٹا جانتے ہیں اور جسے اچھا کہا اسے اچھا جانتے ہیں۔ اور اب بھی جس نے اہل بیت سے محبت کی اسے مومن جانا، اور جس نے عداوت کی اسے منافق۔ اس پر بھی ہم احادیثِ رسولِ خداؐ سند رکھتے ہیں آپ ہی کی کتب سے مگر آپ تو فرمائیے آپ جو یہ فتوٰی عام دیتے ہیں کہ کل صحابہ عادل ہیں، سوءِ ظن کسی اصحاب سے نہیں کرنا چاہیئے کہ ظنِ بد کرنا کفر ہے۔ پس عجب حیرت کا مقام ہے کہ خدا تو ان کے کفر و نفاق کی گواہی دے اور آپ اس کو نہ مانیں اور ظنِ بد کو جانبِ کل صحابہ کفر کہیں۔ پس یہ حکم آپ کا مخالف قرآن ہے یا نہیں اور یہ کفر ہوا یا اسلام؟

اگر وہ کہہ دیں کہ ہم بھی بنا بر تعریف خاص کے انھیں صحابہ کو جو اطاعتِ عترت میں تھے دوست رکھتے ہیں اور بُرے اصحاب کو ہم بھی بُرا جانتے ہیں تو پوچھو کہ بُرے اصحاب سے شیعہ کو آگاہی فرمائیے کس لیے کہ جنھوں نے مع اہل بیت گھر جلانے کا حکم دیا اور جو جلانے کو آئے اور اس واقعہ پر ہم بیس کتابیں آپ کی گواہ رکھتے ہیں یہاں تک کہ جو لڑے حتیٰ کہ معاویہ بھی آپ کے نزدیک معافی مجتہدوں میں ہے۔ یہ سب تو آپ کی تجویز میں دوستانِ خاص اہل بیت و عترتِ پیغمبرؐ ہیں وہ دشمن کون تھے؟ جن کی خبر خدا تعالیٰ اور رسولؐ نے دی ہے اور پوچھو کہ جب ان امورِ مذکورہ بالا پر لوگ مومن اور دوست ٹھہرے تو شیعہ بیچارے کیوں کافر ہو گئے کہ ان کا قول کیا تکذیب عترت اور اُن کے حکم قتل سے زیادہ ہے؟ اس کا جواب دو۔

جوابِ سوالِ اوّل

مہاجرین و انصار کا ایمان اور قرآن لاریب اہلِ سنت صحابی اس کو کہتے ہیں کہ باسلام خدمتِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور بایمان انتقال کیا۔ اور مرتد ہو کر مرنے والے کو صحابی نہیں کہتے۔ مگر شیعہ کہتے ہیں کہ ایسے صحابی جس کو سائل معنی خاص کر تعبیر کرتا ہے چار پانچ شخص تھے۔ اور سوا ان اشخاص کے سب مہاجرین اور انصار صحابی باین معنی نہیں تھے، بلکہ یا از سرِ نو مسلمان نہیں ہوئے تھے منافق تھے، یا بعد وفات حضرت کے مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ اور دعویٰ شیعہ کا بالکل مردود ہے ثقلین اس کو رد کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف اور احادیث ائمہ شیعہ سے ان سب کا صحابی عادل ہونا ثابت ہے اور جو بعض ان میں سے محاربِ حضرت امیرؓ تھے عین حالتِ حرب میں بھی وہ بقول حضرت امیرؓ مسلمان تھے۔

اب سنو! حق تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ۔

(ترجمہ) اور سب سابقین اوّلین مہاجرین و انصار، اور جو لوگ اُن کے تابع ہوئے نیکی کے ساتھ۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی، اور تیار کیا ہے اللہ نے اُن کے واسطے جنات، بہتی نیچے اُن کے نہریں ہمیشہ رہیں گے اس میں ہمیشہ کو یہ ہے بڑی مراد پانا۔"

آیت میں الف لام کی وجہ سے عموم و استغراق اور شیعہ کو معلوم ہے کہ الف لام جمع پر معنی استغراق و عموم کے دیتا ہے تو واضح ہو گیا کہ حق تعالیٰ سب مہاجرین اور انصار کو بشارت

ـہ از حضرت گنگوہی رحؒ (ناشر)

اپنی رضامندی اور جنت کی دیتا ہے ابدالآباد کو اور حق تعالیٰ علاّم مافی الصدور اور ازل سے ابد تک کا عالم ،جب یوں فرماوے تو اب نفاق یا ارتدادِ مہاجرین و انصار کا کیوں کر احتمال ہو سکتا ہے اور صحابی اور عادل ہونا ان کا اور مقبول و مقرب ہونا کالشمس فی نصف النہار ثابت ہو گیا ،اب اُن پر دعویٰ نفاق و ارتداد کا تکذیبِ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کی ہے اور اپنا ایمان کھونا۔

بدا موعدے میں نہیں ہوتا یہاں شیعہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اور جو اس قسم کی آیات ہیں ان میں بدا ہوا ہے۔ سو یہ بات نہایت حماقت کی ہے کیونکہ بدا وعدے میں نہیں ہو سکتا کہ تخلّفِ وعدہ اور کذب حق تعالیٰ ثابت ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ۔
سو عذر بدتر از گناہ ہوا مگر حیف ہے کہ شیعہ کو اپنی بات کی پیچ میں کچھ پرواہ نہیں۔

کوئی آیت الحاقی نہیں ، ورنہ وعدہ حفاظت غلط رہے گا یا اس آیت پر شیعہ یوں کہیں کہ یہ آیت الحاقی ہے کہ جامع قرآن نے بڑھا دی، سو اس شبہ واہی کا بھی حق تعالیٰ نے خود جواب فرما دیا کہ :۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔

(ترجمہ) "تحقیق ہم نے ہی نازل کیا قرآن کو اور بیشک ہم ہی اس کے حافظ ہیں۔"

سو جس کی حفاظت کا حق تعالیٰ ذمہ دار ہو اس میں کوئی الحاق و تحریف و نقصان کس طرح کر سکتا ہے۔ اگر عقل ہو تو یہ بات بہت ظاہر ہے۔

حفاظت قرآن کا مفہوم اور یہ عذر شیعہ کا کہ محافظت لوحِ محفوظ میں مراد ہے، تو سخت بوالعجبی ہے کیوں کہ شاید تورات اور انجیل کی تحریف لوحِ محفوظ میں پہلے ہوئی ہوگی جو حق تعالےٰ اس کتاب مبین میں اس کے عدمِ وقوع کا ذمہ کش ہوتا ہے۔ شاید شیعہ کے نزدیک کچھ تصرف اہلِ کتاب کا لوحِ محفوظ تک پہنچ سکتا ہوگا۔ معاذ اللہ۔ تو اب خدائے عالم کیا ہوا ؟ عاجز ترین مخلوق ٹھہرا مگر اس تقریر واہی پر یہ استعجاب اہل سنت کو ہے "شیعہ اہلِ عدل" پر کہ حق تعالیٰ کے ذمہ پر لطف کو واجب کرتے ہیں تو یہ بات لازم ہی ہے۔ خیر اس مسئلے کو ہم نہیں چھیڑتے

علمائے شیعہ خود عاقل ہیں تو سمجھ لیویں گے۔ الغرض اس آیت قرآن شریف سے سب مہاجرین و انصار کا جنتی ہونا اور اصحابی معنی خاص ہونا اور ایمان پر انتقال کرنا بیّن ہے۔

عقائد شیعہ اور تقیہ میں بے ربطی ہاں اگر شیعہ یہاں بھی تقیہ پر عمل کریں تو ان سے بعید نہیں۔ کیونکہ جیسا صحابہؓ سے جناب ائمہ کہ علم ماکان و مایکون بھی رکھتے تھے، اور قادر اپنی موت و حیات پر تھے کسی کو اُن کے ہلاک پر قدرت بھی نہیں تھی، اور اپنے اعداء کے اہلاک پر ان کو دسترس بھی تھی، پھر ساری عمر بخوف اعداء ظاہر میں اعداء کے ساتھ رہے۔ اور ان سے کچھ اپنا جان و مال و آبرو و ایمان و سلام نہ محفوظ ہو سکا تو حق تعالیٰ بھی با وصفِ صفاتِ کمال اگر اپنے بردستوں سے ڈرے اور ان کی خوشامد کرے تو ہو سکتا ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ سے سوا اس کے کچھ بن ہی نہیں آئی۔ معاذ اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ۔

دوسری آیت:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ

(ترجمہ) "البتہ راضی ہوا اللہ مومنین سے جب بیعت کی انھوں نے تحتِ شجرہ، پس جانا جو کچھ اُن دل میں ہے، پس اتاری سکینہ اور رحمت اُن پر۔"

اب شیعہ آنکھ کھول کر دیکھیں کہ تحتِ شجرہ بیعت کرنے والے مہاجرین اور انصار تھے یا کوئی اور لوگ تھے؟ اور آخر سورۃ تک دیکھو کہ کیا کیا وعدے مغفرت اور نصرت کے اور صفات ان کے کمالات کے مذکور ہیں۔ اگر خوفِ طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا مگر مؤمن کو ایک آیت کا حوالہ بس ہے، اور بد دین کو سارا قرآن بھی سُنانا عبث ہے۔

انصار و مہاجرین کا ایمان اور حضرت علیؓ اور حضرت امیرؓ سے "نہج البلاغۃ" میں مذکور ہے:۔

لَقَدْ رَاَيْتُ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا اَرٰى اَحَدًا مِّنْكُمْ يُشْبِهُهُمْ لَقَدْ كَانُوْا يُصْبِحُوْنَ شُعْثًا غُبْرًا۔ بَاتُوْا سُجَّدًا وَّقِيَامًا

یُرَاوِحُوْنَ بَیْنَ جِبَاهِهِمْ وَاَقْدَامِهِمْ یَقِفُوْنَ عَلٰی مِثْلِ الْجَمْرِ مِنْ ذِکْرِ مَعَادِهِمْ۔ کَاَنَّ بَیْنَ اَعْیُنِهِمْ رُکَبُ مِنْ طُوْلِ سُجُوْدِهِمْ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ هَمَلَتْ اَعْیُنُهُمْ حَتّٰی تَبُلَّ جِبَاهُهُمْ وَمَادُوْا کَمَا یَمِیْدُ الشَّجَرُ فِی الْیَوْمِ الْعَاصِفِ خَوْفًا مِّنَ الْعِقَابِ وَرَجَآءً لِلثَّوَابِ۔

(ترجمہ) "البتہ دیکھا میں نے اصحاب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، پس نہیں دیکھتا تم میں سے کسی کو کہ مشابہ ان کے ہو۔ البتہ وہ تھے کہ صبح کرتے پراگندہ، غبار آلودہ، رات گذارتے ہوئے سجدہ و قیام میں، نوبت بہ نوبت راحت پاتے تھے[۱] پیشانی و قدموں میں ٹھہرتے تھے گویا چنگاری آگ پر ذکرِ آخرت سے اور گٹھے تھے مثل گھٹنوں کے نشان کے اُن کی آنکھوں کے وسط میں جب ذکرِ خدا ہوتا تھا بہتی تھیں آنکھیں ان کی یہاں تک کہ تر ہو جاتے تھے چہرے ان کے ہلتے تھے مثل درخت کے تیز ہوا کے دن میں، خوفِ عقاب اور توقع ثواب میں۔"

اور فرماتے ہیں:

لَقَدْ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقْتَلُ اٰبَاءُنَا وَاَبْنَاءُنَا وَاِخْوَانُنَا وَاَعْمَامُنَا وَمَا یَزِیْدُ بِذٰلِكَ اِلَّا اِیْمَانًا وَتَسْلِیْمًا۔ فَلَمَّا رَاَی اللّٰهُ صِدْقَنَا اَنْزَلَنَا بِعَدُوِّنَا الْکَبْتَ وَاَنْزَلَ عَلَیْنَا النَّصْرَ حَتّٰی اسْتَقَرَّ الْاِسْلَامُ الخ

(ترجمہ) "البتہ تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قتل کیے جاتے تھے باپ اور بیٹے اور بھائی اور ماموں اور چچا ہمارے اور نہیں بڑھتا تھا اس سے ہمارا مگر ایمان و انقیاد سو جب دیکھا اللہ نے صدق ہمارا اتارا ہمارے دشمنوں پر خواری اور ہم پر مدد کو، حتیٰ کہ مستقر ہو گیا اسلام۔"

[۱] یعنی سجدہ سے تھکتے تو قیام کرتے اور قیام سے تھکتے تو سجدہ کرتے ۱۲

سبحان اللہ یہ حال دیکھو سب مہاجرین اور انصار کا تھا، یا آپ کے چار پانچ نفر کا۔

مہاجرین و انصار اور امام جعفر صادق کتاب خصال میں زبانی امام صادق کے ہے کہ:

كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِثْنَا عَشَرَ اَلْفًا ثَمَانِيَةُ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ وَاَلْفَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْمَدِيْنَةِ وَاَلْفَيْنِ مِنَ الطُّلَقَاءِ لَمْ يُرَ فِيْهِمْ قَدَرِيٌّ وَّلَا مُرْجِيٌّ وَّلَا مُعْتَزِلِيٌّ وَّلَا صَاحِبُ رَاْيٍ۔ وَكَانُوْا يَبْكُوْنَ اللَّيْلَ وَيَقُوْلُوْنَ اَقْبِضْ رُوْحَنَا قَبْلَ اَنْ نَّاْكُلَ خُبْزَ الْخَمِيْرِ۔

(ترجمہ) "تھے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ ہزار، آٹھ ہزار مدینہ کے اور دو ہزار غیر مدینہ کے اور دو ہزار جو اسیر چھوڑ دیے گئے تھے، نہیں تھا کوئی ان میں قدری اور مرجی اور معتزلی اور صاحب رائے۔ رات بھر روتے تھے اور کہتے تھے الٰہی قبض کر لے ہماری روح پہلے خمیری روٹی کھانے سے۔"

اس روایت سے محقق ہو گیا کہ حضرت امیرؓ سب صحابہؓ کی تعریف میں فرماتے تھے جو اوپر نقل کیا گیا اور صاحب الفصول امامیہ روایت کرتا ہے:

عن ابی جعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام انہ قال لجماعۃ خاضوا فی ابی بکر و عمر و عثمان۔ اَمَا تُخْبِرُوْنِیْ؟ اَنْتُمْ من المہاجرین الذین الذین اخرجوا من دیارھم و اموالھم یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا و ینصرون اللہ و رسولہ؟ قالوا لا قال فانتم من الذین تبوؤا الدار و الایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم؟ قالوا لا۔ قال اما انتم فقد برئتم ان تکونوا احد ھٰذین الفریقین وانا اشھد انکم لستم من قال اللہ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً لِّلَّذِيْنَ اٰمنوا ربنا انک رؤف رحیم۔

(ترجمہ) "امام ابوجعفر محمد بن باقرؓ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا اس قوم کو کہ خوض کیا تھا انھوں نے شانِ ابی بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ میں۔ کیا خبر نہیں دیتے تم مجھ کو؟ کہ تم مہاجرین میں سے ہو، جو نکالے گئے اپنے گھروں اور مالوں سے۔ تلاش میں تھے وہ فضل اللہ اور رضامندی اس کی کے اور مدد کرتے تھے اللہ اور رسول اس کے کی۔ کہا انھوں نے نہیں فرمایا پھر ان لوگوں میں ہو جنھوں نے ٹھکانا پکڑا دار مدینہ میں اور ایمان میں ان سے پہلے (یعنی مہاجرین سے) دوست رکھتے تھے مہاجرین سے اور انصار سے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تم نہیں ہو وہ لوگ جن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والذین جاؤ الخ یعنی یہ کہ جو لوگ کہ آتے ہیں بعد ان کے کہتے ہوئے اے رب ہمارے بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو کہ سابق ہوئے ہم سے ایمان میں اور مت کر دلوں میں ہمارے کینہ مؤمنین کا اے رب ہمارے البتہ تو غفور الرحیم ہے۔"

اس حدیث سے صحتِ ایمان مہاجرین و انصار و خوبیٔ ابوبکرؓ اور بُرائی کینہ داران اُن کے کی معلوم ہر خاص و عام کو ہو گئی۔ اب عترت کے اقوال سے بھی عدالت اور قبولیت سب مہاجرین و انصار کی عند اللہ و عند الائمہ ظاہر و باہر ہو گئی۔ اور اقوال دیگر ائمہ بخوفِ اطناب ترک کرتا ہوں۔ جنابِ سائل اور ان کے ہم مشرب آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمائیں اور عذر تقیہ زبان پر نہ لادیں کہ اول ہی اس عذر کو قطع کر چکا ہوں۔ سو اہلِ سنت کو یہ حجت (شیعہ پر) کافی ہے۔

اخطب کا قول حجت نہیں ہے اور سائل جو ترجمہ حدیث کا بحوالہ شیخ عبدالحقؒ اور اخطب خوارزم نقل کرتا ہے یہ اخطب تو زیدی، غالی، کذاب ہے۔ اس کے قول سے اہل سنت پر حجت لانی محلِ عجب ہے۔ آپ نے اپنی ہی کتب سے کیوں نہ نقل کر دیا؟ جو جی چاہے تھا اور دعویٰ الزام وہی کا کتب اہل سنت سے کیوں کرتے ہو؟ دیکھو ہم بجز قرآن شریف اور روایات (آپ کی کتب) کے ہرگز سند نہ دیں گے، اور شیخ کا جو نام لکھا ہے تو آپ نے یہ نہ لکھا کہ شیخ نے کس کتاب میں یہ حدیث نقل کی ہے تاکہ آپ کا صدق و کذب معلوم ہوتا۔ کتبِ اہل سنت میں بایں الفاظ کوئی حدیث نہیں۔ مگر مکائد شیعہ میں ہے کہ یہ عبارت کو تحریف کرتے ہیں یا معنی کچھ اور لکھتے ہیں۔

اہل سنت اور حضرت علیؓ کا مقام ہماری کتب میں تو حدیث یوں ہے لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ (ترجمہ) "نہیں دوست رکھتا علیؓ کو منافق اور نہیں بغض کرتا علیؓ سے مؤمن) یا اس کے معنوں میں مثل اس کے سو بحمد اللہ اصحاب رسول اللہ ؐ اور سب اہل سنت محبت علیؓ سے سینہ پُر رکھتے ہیں چنانچہ کتب اہل سنت فضائل و محامد علیؓ سے پُر ہیں کسی پر مخفی نہیں۔ البتہ الیسی محبت (کہ یا خدا سے زیادہ بنا دیویں، یا نامردگی و بے عزتی میں پکا کر دیویں) اہل سنت نہیں رکھتے یا بایں شور اشوری یا بایں بے نمکی۔ یہ حال روایات شیعہ کا ہے کہ بیانِ مظلومیت میں اس قدر گھٹا دیں کہ معاذ اللہ اور بیانِ فضائل میں اتنا بڑھا دیں کہ استغفر اللہ۔ سو روایات اپنی کتب کو دیکھ لو، تاکہ ہمارا صدق آپ پر روشن ہو جائے ؎

ہرگز نہ ہوئے مغزِ سخن سے آگاہ
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

شیعہ کی مفروضہ حدیث اگر بالفرض بایں معنی ہی حدیث ثابت ہو جاوے تو پھر لفظ اصحاب اس میں کہاں ہے کہ آپ کو محلِ طعن ہو۔ کیا سب لوگ بس صحابہ میں ہی منحصر ہو گئے ہیں؟ سبحان اللہ! آپ کے بغض قلبی نے دیدۂ بصیرت کو عجیب روشنی دی ہے کہ حضرت ؐ تو بعض لوگوں کے حال سے مطلع فرماویں، آپ اس کے خلافِ ثقلین زبردستی صحابہؓ پر حمل کریں۔ حق یہی ہے کہ یہ اشارہ نواصب کی طرف تھا صریحًا اور روافض کی طرف اشارۃً وکنایۃً ہے کہ وہ ظاہر سب وشتم اسد اللہ الغالبؓ کو کرتے ہیں اور یہ پردہ محبت میں دادِ بغض دیتے ہیں۔ چنانچہ کچھ معلوم ہو گیا اور کچھ آگے بیان ہو گا۔

اور حدیث صحیحین جو سائل نے نقل کی ہے کہ روزِ حشر حوض پر سے کچھ لوگ ہانکے جائیں گے سو ان کو بھی سب مہاجرین وانصار پر حمل کرنا کمالِ بلادت ہے۔ اس واسطے کہ حدیث میں بلفظ اُصَیْحَابِیْ آیا ہے۔ اور یہ تصغیر قلت کے واسطے ہے اور بعض جگہ (رِجَالٌ مِّنْ اُمَّتِیْ) آیا ہے اور یہ بھی عرفِ عرب میں قلت کے لیے آتا ہے۔ سو چند فرق (فرقے) (ناشر) اس قسم کے مُرتد

ہوں گے، نہ سب صحابہؓ معاذاللہ۔ اور وہ قومِ بنی تمیم کے لوگ اور چند اقوام دیگر تھے، کہ قریبِ وفات حضرتؐ کے آکر مسلمان ہوئے پھر بعد وفات مرتد ہو گئے تھے۔ حضرتؐ ان کو روزِ محشر (چونکہ ان کو مسلمان چھوڑ کر تشریف لے گئے، ان کے ارتداد سے مطلع نہ تھے اس تعارف پر ان کو) اصحاب کہہ کر تعبیر فرماویں گے اپنے علم کے موافق، نہ یہ کہ یہ لوگ اصحاب بمعنی خاص ہیں جیسا کہ تمام مہاجرین و انصار ہیں اور اہل سنت ہرگز اُن (چند مرتدین۔ ناشر) کو اصحاب نہیں کہتے ورنہ معاذ اللہ کلام ثقلین جھوٹ ہو جاوے اور یہ محال ہے۔ مگر آپ کیسے منصف محبِ ثقلین ہیں کہ اس معنی کو برعکس صحابہ پر حمل کیا اور کچھ اپنی عاقبت کا اندیشہ نہ کیا۔

الحاصل قرآن شریف اور احادیثِ عترت سے ثابت ہوا کہ سب صحابہؓ عدول مقبول تھے نہ کوئی منافق تھا نہ مرتد ہوا، مگر وہی چند رجال جنھیں صحابہؓ بھی منافق پہچانتے تھے۔

خطاءِ اجتہادی صورۃً معصیت ہے حقیقتاً نہیں ہے

اور جو کچھ بعض سے حربِ حضرت امیرؓ یا کچھ اور بشریت سے تقصیر ہوئی وہ خطاءِ اجتہادی تھی اور جو امر بخطاءِ اجتہاد سرزد ہوتا ہے وُہ بصورت معصیت ہے نہ خود معصیت۔ چنانچہ اہلِ عقل و علم پر واضح ہے اور اگر بالفرض گناہ ہی تھا تو وہ انجام کار اس سے تائب اور نادم ہو کر پھر درجہ عدالت کو فائز ہو گئے کیونکہ وہ کچھ معصوم گناہ سے نہیں تھے۔ سو اب صحابہؓ کا بُرا جاننے والا ملتِ اسلامیہ سے خارج ہوا اور قرآن کا منکر۔ اور جو کل کو اچھا جانے تبع ثقلین ہے داخل ملتِ پیغمبرؐ۔ پس دیکھو کہ اہلِ سنت نے خوب تمیز کی کہ جس کو ثقلین نے اچھا کہا اچھا جانا اور بُرے کو بُرا اور اب بھی جو صدقِ محبت اہلِ بیتؓ و عترت سے رکھتے ہیں وہ اچھے ہیں جیسا اہلِ سنت، اور جو مکذبِ ثقلین ہیں اور پردہ محبت میں تنقیص و توہینِ شانِ عترت کرتے ہیں وہ بُرے اہلِ شرارت اور اس دعوے پر ہم احادیثِ ثقلین کو شاہد رکھتے ہیں چنانچہ ابھی نقل ہوئیں۔ اور ہم حُسنِ ظن پر یہ عقیدہ نہیں رکھتے بلکہ ثقلین کے ارشاد پر مدار کار ہے۔ البتہ شیعہ بدظنی کو کار فرما کر مکذبِ ثقلین ہوتے ہیں سو تعجب ہے کہ قرآن و عترت تو تعریف اُن کی کرے اور شیعہ اس کو مانیں پس بولو کہ یہ فعل آپ کا مخالفِ ثقلین

ہے کہ نہیں ؟ اور کفر ہے یا اسلام ؟ اب اگر شیعہ بُروں کو پوچھیں تو ہم کہتے ہیں کہ اصحاب میں تو کوئی بُرا نہیں تھا ۔ جو لوگ نو مسلم اعراب مرتد ہو گئے وُہ بُرے تھے مگر وہ اصحاب نہیں تھے اور جو بعض منافق ان میں ملے ہوئے تھے (جیسا عبد اللہ بن اُبیّ اور اس کے تابع اور ذو الخویصر "راس الخوارج") وہ بُرے تھے، مگر وہ بھی اصحاب نہیں تھے ۔ اگر ان کو شیعہ باصطلاح خود صحابہ بمعنی عام کہہ کر بُرا کہیں تو ہم گلہ نہیں کرتے ۔

اہل بیتؓ کے گھر جلانا بہتان ہے اور یہ جو آپ بُہتان، طوفان، افترا کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے خانۂ اہلِ بیت جلانے کا حکم دیا اور جلانے کو گئے ۔ یہ بالکل افترا و کذب اعدائے (اہل بیت) دوست نما کا ہے ۔ اہلِ سنت کی ایک کتاب میں بھی اس کا کہیں کچھ ذکر نہیں ۔ آپ نے آنکھ بند کر کے بیس کتابوں کا ذکر لکھ دیا ۔ زبان کے آگے کچھ کنواں کھائی تو ہے ہی نہیں ۔ للہ ولِلوصی ۔ ایک کتاب کا تو نشان دیا ہوتا تا کہ آپ کا صدق و کذب سب پر روشن ہو جاتا ۔ اگرچہ واقف تو اب بھی آپ کے صدق و دیانت کے قائل ہو گئے ہیں ۔ ہاں البتہ ہمارے پاس آپ کی کتب معتبرہ حجت ہیں کہ وہ سب عدول اور محبِ اہل بیت و عترت تھے ۔ چنانچہ قرآن شریف کی آیات کا حوالہ اوپر گذرا ۔ اور اگر قرآن شریف آپ کے نزدیک کچھ معتبر نہیں تو بہرحال نہج البلاغۃ و فصول وغیرہ آپ کی کتب تو قرآن شریف سے بھی آپ کے نزدیک زیادہ معتبر اور واجب التسلیم ہیں ۔ اگر یہ لوگ بقول آپ کے دشمنِ اہل بیتؓ ہوتے تو بزعم آپ کے کافر ہوتے ۔ پھر ائمہ کفار کی ایسی مدح کس طرح کر سکتے تھے ؟ مدح کافر کی فسق ہے اور ائمہ آپ کے نزدیک فسق سے معصوم ہیں ۔ سو اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھو، اور اس قول خسارت مآل سے نادم ہونا چاہیئے ۔

خطا، عصیان اور ایمان اور معاویہؓ کا محاربہ حضرت امیرؓ کے ساتھ جو ہوا تو اہل سنت اس کو کب بھلا اور جائز کہتے ہیں ۔ ذرا کوئی کتاب اہلِ سنت کی دیکھی ہوتی، اہل سنّت ان کو اس فعل میں خاطی کہتے ہیں ۔ مگر معاویہؓ اس خطا کے سبب ایمان سے نہیں نکل گئے جیسا تمہارا اور تمہارے اسلاف کا زعم ہے کیونکہ حق تعالیٰ خود قرآن شریف میں فرماتا ہے :

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا الآیہ

(ترجمہ) "اور اگر دو طائفے مؤمنین کے آپس میں مقاتلہ کریں تو ان میں صلح کرا دو"

تو دیکھو کہ حق تعالیٰ باوصفِ مقاتلۂ باہمی ان کو مؤمنین کہہ کر تعبیر فرماتا ہے اور سوا اس کے صدہا آیات ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ فسق و گناہ کبیرہ سے مسلمان کافر نہیں ہوتا اور حضرت امیر رضؓ کا قصہ مشہور ہے کہ معاویہؓ اور ان کے ساتھ والوں کو آپ نے لعن کرنے نہیں دیا اور منع لعن سے فرمایا۔ اگر کافر ہوتے تو کیا وجہ منع لعن کی ہوتی۔

محاربین امام کا ایمان بقول امام اور نہج البلاغۃ میں حضرت امیرؓ کا قول شریف منقول ہے:۔

اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِی الْاِسْلَامِ عَلٰی مَا دَخَلَ فِیْهِ مِنَ الزَّیْغِ وَالْاِعْوِجَاجِ وَالشُّبْهَةِ وَالتَّاوِیْلِ

(ترجمہ) "صبح کی ہم نے قتال کرتے ہوئے اپنے بھائیوں مسلمانوں سے بسبب اس کے کہ داخل ہوئی اس میں کچھ کجی اور ٹیڑھاپن اور شبہ اور تاویل"۔

حضرت امیر ان کو خود مسلمان بھائی فرماتے ہیں۔ ہاں البتہ اس میں بسبب شبہ و تاویل کجی آگئی تھی۔ اور یہ خود بیّن ہے کہ گناہ کرنے سے اسلام کامل نہیں رہتا۔ نہ یہ کہ بالکل اسلام سے خارج ہو جائے۔ سو اس نص سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ حرب (حضرت) معاویہؓ سے خطا ہوئی مگر بتاویل منقول ہے کہ حضرت معاویہؓ آخر عمر میں اس امارت اور اپنے کردار سے نادم ہوتے تھے۔

ندامت اور توبہ ماحی کفر ہے سو ندامت کے بعد جو کچھ گناہ ان سے ہوا بالیقین معاف ہوا۔ کہ حق تعالیٰ تائب کے سب گناہ معاف کرتا ہے بلکہ کفر بھی توبہ سے معاف ہو جاتا ہے اور یہ مسئلہ متفق علیہ فریقین ہے، حاجت سند نہیں اور عادل کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ کبھی اس سے کوئی تقصیر نہ ہو بلکہ اس سے کوئی گناہ ہوا اور پھر توبہ کر لی تو پھر عادل ہو جاتا ہے۔

شیعہ کے نزدیک گناہِ کبیرہ بھی منافی عصمت نہیں اور شیعہ تو گناہِ کبیرہ سے عصمت کو بھی ساقط نہیں کرتے چہ جائے کہ عدالت؟

رَوَی الْکُلَیْنِیُّ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ اِنَّ یُوْنُسَ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَدْ اَتٰی ذَنْبًا کَانَ الْمَوْتُ عَلَیْہِ ھِلَاکًا

(ترجمہ "حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا گناہ کیا کہ موت اس پر موجب ہلاکت کی تھی"

پھر جب عصمت انبیاء کی ایسے گناہ سے ساقط نہیں ہوتی تو بیچارے معاویہؓ تو معصوم نہیں تھے اور معاویہؓ نے تو یہ گناہ خطا سے کیا ہے۔ اب شیعہ حضرت آدمؑ کے باب میں نہ معلوم کیا حکم لگائیں گے؟ کہ ان کی کتابوں میں صریح موجود ہے کہ یہ بلا آدمؑ پر بھی حسدِ مرتبہ علیؓ و فاطمہؓ کے سبب سے آئی تھی اور یہ عمداً تھا۔ سو بعد توبہ آدم علیہ السلام کا قصور معاف ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ثُمَّ اجْتَبَاہُ رَبُّہٗ فَتَابَ عَلَیْہِ وَھَدٰی

(ترجمہ "پھر پسند کر لیا اس کو اس کے رب نے اور رجوع کی اس پر اور ہدایت کی"

ایسا ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑی اور مارا یہ خطا سے ہی ہوا تھا۔ جب کہ انبیاء سے ایسا کچھ سرزد ہو جائے، معاویہؓ وغیرہ پر کیا موجب طعن ہے وہ تو کچھ معصوم نہ تھے۔ علاوہ بریں اگر تقصیر حرب معاویہؓ اور چند دیگر سے ہوئی آپ نے اپنے کمالِ تبحّر اور ہمہ دانی سے سارے مہاجرینؓ اور انصارؓ (کہ بقول امام جعفرؓ بارہ ہزار تھے) ایک ورجہ کر دیا۔ بڑے افسوس اور حیرت کی جا ہے کہ صحابہؓ باوصف مدحِ ثقلین کے کافر ہوں اور شیعہ باوجود مخالفتِ ثقلین و گستاخیٔ اہلِ بیت کے مومن و مخلص رہیں؟ بڑے شرم کی بات ہے اگر آپ کو ہوش ہو۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ
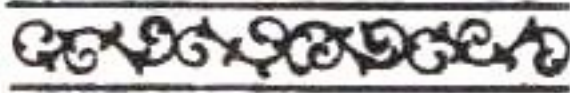
سوالؓ دوم

پوچھو اپنے علماء سے کہ شیعہ کہتے ہیں یہ جو احادیث و آیات آپ لوگوں کی کتب میں مذکور ہیں کہ فلاں سورۃ اور فلاں آیت اور حدیث شانِ حضرت شیوخ میں وارد ہے۔ اور ان کے فضلِ خلافت اور وجوبِ اقتداء پر دلالت کرتی ہے کیا روزِ سقیفہ یہ سب تیار نہ ہوئی تھیں؟ یا سب صاحب فراموش کر گئے تھے؟ ہاں جب دنیا سے تشریف لے گئے تو شاید وہاں لوح محفوظ ملاحظہ فرما کر اور رسول خدا سے تحقیق کر کے اپنے مطیعان مشرب کو الہام فرمایا کس لیے کہ اس وقت خلافت کے روز کوئی سند بیان نہیں ہوئی سوائے قریش ہونے اور پیری کے کہ اس پر شیخ ثانی نے بیعت کر لی۔

اب پوچھنا چاہیے کہ اگر یہ پہلے سے بھی ہوتی تو مثل سخن معاشر الانبیاءؑ کے معرکہ میں کیا یہ بیان نہ ہوتیں، ان کا جواب شافی لا کر دو۔ ورنہ یہ سب ہمارے نزدیک موضوعات احباب ہیں۔

ؓ از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب سوال دوم[1]

شیخین رضؓ کا حقِ خلافت اور دلائل

سقیفہ میں "الائمۃ من قریش" پیش کرنے کی وجہ

روزِ سقیفہ انصار اس بات پر مجتمع ہوئے تھے کہ ایک امیر انصار میں ہو اور ایک مہاجرین میں اور حدیث اَلْاَئِمَّۃُ مِنْ قُرَیْشٍ کا ان کو کوئی خیال نہیں رہا تھا کیونکہ وہ معصوم نہیں تھے کہ نسیان و سہو ان پر نہ ہو سکے اور فی الحقیقت سہو سے تو معصوم بھی ما سوا نہیں اور علم ماکان وما یکون بھی ان کو نہیں تھا تاکہ عیب کیا جا دے کہ یہ مسئلہ ان کو معلوم کیوں نہ تھا۔ اگر معلوم بھی نہ ہو تو بھی کچھ حرج نہیں۔ جب شیخین وہاں تشریف لے گئے اور اس حدیث کو پیش کیا اس سے ان کا وہ ارادہ فسخ ہو گیا۔ وہ سب نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

اور یہ مسئلہ کہ امامت سوائے قریش کے روا نہیں، قرآن میں کہیں صراحتہً مذکور نہیں اور نہ کسی مفسر نے اس کا دعوی کیا۔ ہاں مفسرین نے شانِ نزولِ آیات میں کہا ہے کہ یہ آیت فلاں حضرت کے فضل میں نازل ہوئی ہے یہ فلاں حضرت کے اور ترتیبِ خلافت کو اشارات سے نکالتے ہیں کہ قرآن شریف میں سب کچھ صراحتہً کنایتہً مذکور ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ خود حق تعالی فرماتا ہے۔

اب سنو کہ یہ آپ کا اعتراض (باد ہوائی گولہ) نہیں معلوم کہ کونسی وجہ سے ہے اور وقتِ اعتراض آپ کا ذہن عالی کس طرح کو صعود کئے ہوئے تھا کیونکہ فضائل کی آیات کا

---

[1] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

پیش کرنا جب ضروری ہوتا کہ کسی کو فضلِ ابوبکرؓ میں تکرار اور عذر ہوتا۔ اُن کی افضلیت کے سب مقر تھے اور انصار کا مذہب شیعوں کا سا نہ تھا کہ امام سب سے افضل ہونا چاہیئے اور نہ ترتیبِ خلافت کا وہاں ذکر تھا پھر وہاں آیاتِ فضائل کا سُنانا کیا ضروری تھا کہ نہ سنانے میں آپ کا اعتراض وارد ہوتا۔ وہاں فقط مذکور اتنا تھا کہ انصار میں امیر نہیں ہو سکتا۔ سو یہ مقصد صرف حدیث کے ہی سُنانے سے حاصل ہو گیا۔ اگر بالفرض اس باب میں آیت صریح بھی ہوتی تو کچھ ضروری ہے کہ آدمی اپنے اُستدلال میں سارے ہی دلائل پیش کرے جب ایک دلیل سے کام نکلے اور دلیل لانا کیا ضروری ہے اور درصورتیکہ حدیث صحابی کے نزدیک مثل قرآن قطعی ہے، تو قطعیتِ حدیث و قرآن میں کچھ تفاوت نہیں اثباتِ مقصود میں دونوں یکساں ہیں تو پھر آیات پیش نہ کرنے میں یہ کچھ فضول کلامی ایک عجیب بوالفضولی ہے انصار شیعہ نہیں تھے کہ صدہا آیاتِ قرآنی اور نصوص ائمہ سُن کر بھی ایمان نہیں لاتے اور آیات و احادیث عترت کو پسِ پشت ڈالتے ہیں، وہ اہلِ صدق و ایمان تھے ایک ہی حدیث سُن کر تسلیم کر لیا۔

اب اس قدر جواب سے آپ کے فہم کی خوبی اور ہباءً منثوراً ہو جانا آپ کے اس کلام واہی کا تو ظاہر ہو گیا اور آپ کے ہزلیات کا جواب پھکڑ بازی ہے۔ اہلِ انصاف کے نزدیک وہ خود آپ کے مُنہ پر منقلب ہو گئی۔ ہم کو کاغذ سیاہ کرنا مثل آپ کے اعمال مُنہ کے کیا ضرورت ہے؟

ہاں اگر قابلیت خلیفۂ اوّل کی اور حقیقت امامت جناب صدیقؓ کی اولیت اور قولِ امامؓ

اُن کے کی آپ کو درکار ہے تو یہ روایت کحل البصر برائے کورِ فہم موجود ہے مطالعہ فرمائیے کہ نہج البلاغۃ آپ کی کتاب معتبرہ میں لکھا ہے کہ حضرت امیرؓ نے نامہ معاویہؓ کو لکھا تھا اس میں یہ عبارت ہے :-

اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ بَیْعَتِیْ لَزِمَتْكَ یَا مُعَاوِیَةُ وَاَنْتَ بِالشَّامِ لِاَنَّهٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْهُمْ فَلَمْ یَكُنْ لِلشَّاهِدِ

اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمُّوْهُ اِمَامًا کَانَ لِلّٰهِ رِضًی

(ترجمہ) "اما بعد، میری بیعت تجھ کو لازم ہوگئی اے معاویہؓ! درحالیکہ تو شام میں تھا کیونکہ مجھ سے بیعت کی ان لوگوں نے جنھوں نے بیعت کی تھی ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ سے جس شرط پر ان سے بیعت کی تھی پس نہیں اب حاضر کو کچھ اختیار اور نہ غائب کو محل رد اور بس مشورہ معتبر مہاجرین و انصار کا ہی ہے پس اگر وہ جمع ہو کر ایک شخص کو امام مقرر کردیں تو ہوتا ہے وہ شخص اللہ کے نزدیک بھی مرضی و پسندیدہ۔"

سبحان اللہ! اس نص حضرت امیرؓ نے خلفائے ثلٰثہ کی امامت کو صاف صاف حق بتایا اور منکرین کو زبوں فرمایا اور معہذا سب مہاجرین و انصار کی تعدیل فرمائی۔ یہ مسئلہ بھی حل فرمادیا کہ امامت بالشوریٰ ہوتی ہے، نہ منصوص من اللہ تعالیٰ۔ جیسا شیعہ گمان کئے بیٹھے ہیں۔ اور یہاں مؤلف نہج البلاغۃ کو حذف اسامی خلفاء میں کوئی صورت مفر نہیں ملی، بناچاری ناچاری نام لکھ دیا ہے ورنہ ان کی دیانت سے بعید تھا کہ ان حضرات کے اسماء مبارکہ کی تصریح کریں۔

صدیقؓ کی خدمات اور امامؑ کا اعتراف

دوسری جگہ نہج البلاغۃ میں ہے:

لِلّٰهِ بِلَادُ اَبِیْ بَکْرٍ فَلَقَدْ قَوَّمَ الْاَوَدَ وَدَاوَی الْعَمَدَ وَاَقَامَ السُّنَّةَ وَخَلَّفَ الْبِدْعَةَ

(ترجمہ) "واسطے اللہ کے ہیں بلاد ابی بکرؓ کے البتہ اس نے سیدھا کیا کجیوں کو، اور علاج کیا بیماری کا، اور قائم کیا سنت کو اور پیچھے ڈالا بدعت کو۔"

جہاں مؤلف نے بجائے لفظ ابی بکرؓ کے لفظ فلاں کا رکھا تھا اور بسبب تعصب ہی نے تصریح نام حضرت ابوبکرؓ کی نہ کی تھی۔ مگر شراح نے اس کی تحریف کو ظاہر کر دیا کہ مراد ابوبکرؓ ہیں۔ اب یہ دونوں شاہد عدل، لیاقت ابوبکرؓ کو اور حقیقت امامت حضرت ممدوح کو کیسا صاف صاف بیان کرتے ہیں کہ ہرگز اہل ایمان کو اس میں محل تردد نہیں ہوسکتا۔

بیعتِ امامؓ خلافتِ صدیقؓ کی حقانیت ہے اور یہ سب درگذرے خود حضرت امیرؓ کا بیعت کرنا کتنی حجت واضح ہے کیونکہ اگر خلافت اُن کی حق نہ ہوتی تو حضرت امیرؓ معصوم، عالم ماکان و یکون، اشجع الاشجعین ہرگز بیعت نہ کرتے۔ دیکھو چھ مہینے تک آپ کو جو بیعت سے کچھ تردد رہا تو ہرگز بیعت نہ کی اور کسی سے ہراساں نہ ہوئے اور تقیہ واہیہ محرّرکو کارفرمایا۔ اگر ایسا آپ تقیہ کرنے والے ہوتے تو اوّل کیا وجہ انکار بیعت تھی، اور اگر لیاقت خلیفہ اوّل میں نہ ہوتی تو چھ مہینے کے بعد کہاں سے لیاقت آگئی تھی؟ اور معاذ اللہ شیخینؓ اگر زبردستی بیعت لیتے ہوتے تو اوّل ہی زبردستی سے کون مانع تھا۔

خلافتِ شیخین نہ ماننے میں مفاسد اس جگہ محبت عترت کے مدعیین نے تراشا ہے کہ آپ کے گلے میں رسی باندھ کر لائے اور بیعت کرائی۔ حضرت نے مجبور، مقہور ہو کر اپنی جان بچانے کے لیے بیعت کر لی۔ سبحان اللہ یہ حسنِ عقیدت شیعہ کا ہے کہ ایسے بہادر کو نامرد بتائیں اور آپ کو معلوم تھا کہ میری شہادت ابنِ ملجم کے ہاتھ سے ہے۔ ابوبکرؓ و عمرؓ وغیرہما ہرگز میرے قتل پر قادر نہیں ہو سکتے، اور پھر بھی تحریر لوحِ محفوظ کو غلط سمجھا اور بخوفِ جان کافروں کے ہاتھ پر بیعت کر کے ساری عمر گذار دی اور اپنی دختر عمرؓ کو بیاہ دی، جیسے علامہ شوستری وغیرہ لکھتے ہیں تو نزدیک شیعہ کے حضرت علیؓ شیرِ خدا نہایت جبان و بے غیرت تھے؟ اور دیکھو کہ امام معصومؓ کی بیٹی کا نکاح کافر سے کیسے ہو سکتا ہے؟ معاذ اللہ، کلثومؓ اور علیؓ اور حسنینؓ کیا ٹھہرتے ہیں؟ اور ابوبکرؓ کے وقت میں جو سبایا ابو حنیفہ پکڑے ہوئے آئے، ایک لونڈی حضرت امیرؓ کو ملی آپ نے اس کو تصرف میں رکھا کہ محمدؒ اس سے پیدا ہوئے۔ تو جب امام حق نہیں تھا؛ جہاد صحیح نہیں تھا؛ غنیمت حرام تھی۔ پس حضرت علیؓ نے معاذ اللہ زنا کیا؟ اب کہاں تک مفاسد اس عقیدۂ باطل کے لکھوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ موافق رائے شیعہ علیؓ میں معاذ اللہ سارے جہاں کے عیوب موجود ہوتے ہیں ہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ نے جانا ہو گا کہ اگرچہ تقدیر خداوندی میں قتل میرا ابن ملجم

کے ہاتھ سے لکھا ہے، مگر شیخین رض بسبب غلبۂ قوت کے اگر تقدیر کو پلٹ دیویں تو کیا کروں گا؟ آخر ان لوگوں نے لطفِ خداوندی کو جو درباب امامت ذمہ حق تعالیٰ کے واجب تھا نہیں چلنے دیا، اور قرآن شریف کو بھی تحریف کر دیا اور ذمہ خداوندی کچھ کارگر نہ ہوا۔ یہاں بھی ان کا کیا ہو جاوے گا خدا تعالیٰ کا لکھا نہ چلے گا۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ، حق یہ ہے کہ چھ مہینے تک آپ نے بسبب اپنی شجاعت کے بیعت نہ کی اور مخالفت سے تمام مہاجرین و انصار کی کچھ گھبراہٹ نہ کی، اور یہ توقف محض شکر رنجیٔ بشریت کے باعث سے تھا کہ ہم سے اس باب میں مشورہ نہ کیا کہ ہم اہلِ مشورہ میں تھے، بعد چھ مہینے کے وہ رنج دفعہ ہو گیا اور خود بلا اکراہ مجمع عام میں اقرار فضائلِ ابی بکر رض فرمایا، اور بیعت کر لی اور حضرت ابوبکر رض نے عذر کیا کہ وہ وقت ایسا تنگ تھا کہ فرصت مشورہ کی نہ تھی اور نہ توقف کا محل تھا۔ حضرت امیر رض نے بھی اس عذر کو پسند و قبول فرمایا۔

اہل شیعہ کے لیے دو گونہ مشکلات

لیکن شیعہ کو یہاں میدانِ تنگ ہے کہ نہ بشریت کو معصوم پر لگا سکتے ہیں (اگرچہ انبیاء معصومین سے حسد اور گناہِ کبیرہ اور غضب (ناکردہ گناہ پر) اور فضیحۃ کرنا بری عن الخطاء کو جائز ہو، جیسا حضرت آدم و یونس و موسیٰ علیہم السلام کے وقائع میں معلوم ہوا، مگر امام معصوم رض پر کیوں کر ایسی بات لگا سکیں) اور نہ جوازِ بیعت کا اقرار کر سکتے ہیں کہ پھر بنائے مذہب شیعہ منقطع ہو جائے گی اور نہ تقیہ کو مان سکتے ہیں کہ اس میں حضرت امیر رض کے اوپر مقاصد بے شمار متوجہ ہوتے ہیں مگر نقل مشہور ہے مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ اِخْتَارَ اَهْوَنَهُمَا بناچاری تقیہ کو مانا کہ گو علی رض پر معاذ اللہ سب کچھ ثابت ہو جاوے گا مگر شیخین رض و صحابہ رض کی برائی اور ظلم تو ثابت ہو جائے گا۔ واہ واہ۔ سبحان اللہ "دوستی بے خرد دشمنی ست" سو اس جواب میں شیعہ تأمل کریں اور اپنی ہٹ دھرمی سے باز آویں۔ واللّٰہ الھادی

سؤالِ سوم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کے بڑے عالم صاحب جامع الاصول کہ ابن اثیر ہیں کتاب ہدایہ میں لغت لمہ میں خطبۂ جناب فاطمہ رضؓ کو نقل کرتے ہیں اور مسعودی مروج الذہب میں لکھتا ہے، اور ابوبکر جوہری نے تمام وکمال لکھا ہے کہ شیخ ابن ابی الحدید نے اس سے نقل کی ہے اس خطبہ کو۔ دیکھو ہم یہاں اس مختصر میں بیان نہیں کر سکتے کہ جز بہر کا ہے اگر کوئی طلب کرے تو حاضر ہے۔

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ لکھتے ہیں کہ جب جناب فاطمہ رضؓ نے منعِ فدک پر ابوبکر رضؓ کا اصرار پایا تو حضرت فاطمہ رضؓ ایک گروہ زنانِ بنی ہاشم کو ساتھ لے کر مسجد میں آئیں اور پسِ پردہ تشریف رکھی، ایک خطبہ مشتمل حمد وثنائے الٰہی اور نعتِ رسالت پناہی پڑھا اور حقوق اور احسانات آنحضرت صلعم کے جو اصحاب پر تھے بیان کیے کہ سب رونے لگے، اور پھر آیاتِ قرآنی اور اقوالِ پدر بزرگوار سے سند لاکر کوئی کلمۂ تکفیر وتفسیق وارتداد اور غصبِ خلافت اور فدک اور اپنی مدد کے ترک کا اٹھا نہیں رکھا اور کیا کچھ نہیں فرمایا۔ ذرا دیکھو تو معلوم ہو۔

پس اب پھر اس حقیر کی طرف سے پوچھو کہ وہ حدیث وآیات فضیلتِ شیخین رضؓ جو کتب میں لکھتے ہو اس وقت تھیں یا نہیں؟ اگر تھیں تو کسی نے بیان کیوں نہیں کیں کہ جناب فاطمہ رضؓ قائل ہوتیں پھر اب لوگ ان کے دوست اُن کی وفات کے بعد مراقبہ کر کے جو کچھ نسخۂ محبت میں لوحِ محفوظ سے لائے مشت بعد از جنگ ہے اور تریاق فاروق بعد مردنِ مار گزیدہ اس سے

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

کیا حاصل، ایسے تو سمجھو کہ اگر کوئی فضل ان کا واقعی ہوتا یا بدکہنا باعث معصیت ٹھہرتا تو معصومۂ مظلومہ اُن کے حق میں کیوں ایسے کلمات فرمائیں اور اصحابِ موجودہ سے کوئی تو مانع ہوتا یا پھر حضرت ابوبکر رضؓ خود رد کرتے، دلیل کافی اور جواب شافی قولِ خدا تعالیٰ اور رسولؐ سے دیتے نہ کلماتِ سخت خشونت کے جو قریب مذکور ہوتے ہیں مغلوبیت کی جہت سے کہنے پڑتے۔

غرض علمائے مذکورہ لکھتے ہیں کہ جب ابوبکر رضؓ نے دلائل اور براہین جناب فاطمہ رضؓ کے سُنے تو منبر پر تشریف لے گئے اور پہلے تو حضار پر خفگی کی استماعِ کلام جناب سیدہؑ سے کہ تم کیوں آپ کی طرف مخاطب ہو کر سنتے ہو اور پھر جناب امیر کی طرف اشارہ کرکے کہا انما ھو ثعلب شھیدہ ذنبہ مرب لکل فتنۃ ھوالذی یقول کروھا جذعۃ بعد ما ھرمت یستعینون بالضعفۃ ویستنصرون بالنساء کام طحال احب اھلھا الیھا البغی۔ حاصل یہ ہے کہ "یعنی نہیں ہے وہ مگر مثل لومڑی کے کہ گواہ رکھے اپنے دعوے پر اپنی دُم کو، وہ پالیتا ہے ہر فتنہ وفساد کو، وہ چاہتا ہے کہ فتنہ پارینہ کو تازہ کرے، اب جو کچھ نہ ہوسکا تو مدد چاہتا ہے ضعیفوں اور عورتوں سے مانند اُم طحال کے کہ دوست رکھتی تھی زناکاروں کو۔"

الامان یہ کلمات عترتِ رسولِ کائناتؐ کی شان میں کیسے ہیں کیا مودت ذوالقربیٰ اسی کا نام ہے؟ اب میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں جو کل صحابہ کو عادل اور دوست عترتِ رسولؐ جانتے ہیں کہ دعویٰ جناب سیدہ رضؓ کا اور دلائل اور براہینِ معصومہ رضؓ کا جواب یہی تھا جو ابوبکر نے دیا تھا کہ عدل میں حکومت کی خودپسندی اور زور اور نفسانیت کا تقاضا بھی شامل ہوسکتا ہے جو حاکم مدعی کے دعوے کو دلائل و براہین سے رد نہ کرے اور اس کے عوض میں کلمات خشونت آمیز کہے، اس حاکم کو صاحبانِ عقلِ سلیم عادل کہیں گے یا ظالم؟ اور پھر ایسے کہنے والے کو دوست سمجھیں گے یا دشمن؟ ذرا غور تو کرو اور گریبان میں سر ڈالو، اور ان کلماتِ ناشائستہ کا نتیجہ سنو کہ جب آپ کے حضرت ابوبکر رضؓ نے وہ کلمے بیان کیے تو ہماری سیدہ رضؓ گریاں گھر چلی گئیں، انتہیٰ۔

اور ظاہر ہے کہ دنیا سے ان پر ایسی غضبناک تشریف لے گئیں کہ جنابِ امیرؓ نے شب کو انھیں ایسا مخفی دفن کیا کہ اب تک نشانِ قبر بھی حضرت فاطمہؓ کا آپ لوگوں کو معلوم نہ ہوا کہ آج تک اہلِ مدینہ دو جگہ قبر کا نشان دیتے ہیں۔

برائے خدا اے مسلمانوں کوئی تو انصاف کرو کہ ان باتوں پر تو کافر کو تاب نہ رہے گی نہ مسلمان کو کہ عترتِ پیغمبرؐ کو کوئی بُرا کہے اور وہ سُنے اور پھر اسے مسلمان اور عترتِ پیغمبرؐ میں جانے یہی ملتِ پیغمبرؐ تھی اور اسی سیرتِ شیخین پر چلنے کو کہتے ہو ؎

ہرگزم باور نمی آید ز روئے اعتقاد

ایں ہمہ را گفتن و دین پیغمبر داشتن

پیغمبرؐ تو ایذائے علیؓ اور فاطمہؓ پر کفر کا حکم فرمائیں اور خدا موذیانِ پیغمبرؐ پر اور حق چھپانے والوں پر با اعلان لعنت کرے اور حکم دے اور آپ اس کو خیال میں نہ لائیں۔ دیکھو قرآن کو ایسے قرآن پڑھنے سے کیا حاصل۔ پس ایسوں سے حسنِ ظن رکھنا کفر ہے۔ یا صدیق کہنا۔ خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو جو سچا جانتا ہو اس میں خوب تحقیق کر کے ہماری تسکین کر دے؟

جوابِ[1] سوال سوم

حدیث نحن معاشر الانبیاء اور مسئلۂ فدک کی تحقیق

بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی میراث کو کہ ترکہ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے فدک وغیرہ تھا، حضرت ابوبکر رضؓ سے طلب کیا۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃً پڑھ کر سُنائی (ترجمہ) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم گروہ انبیاءؑ کے کسی کو وارث نہیں کرتے، جو کچھ ہم چھوڑ مرتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔"

حضرت ابوبکر رضؓ نے فرمایا کہ یہ ترکہ حضرتؐ کا درحقیقت ملک حضرتؐ کی نہیں تھا اب میں اس ترکہ میں جس طرح حضرتؐ تصرف فرماتے تھے اسی طرح خرچ کروں گا، اور واللہ قرابتِ رسول اللہؐ مجھ کو اپنی قرابت سے مقدم و عزیز تر ہے۔ حضرت فاطمہ رضؓ اس بات کو سُن کر ساکت ہو گئیں اور پھر اس باب میں نہیں بولیں۔

یہ حقیقت تھی اس واقعہ کی، اس میں شیعہ بمقتضائے اپنی جبلت کے طعن کرتے ہیں کہ ابوبکر رضؓ نے فاطمہ رضؓ پر ظلم کیا کہ حق ان کا جو شرع سے اُن کو ملتا تھا وہ غصب کر لیا اور ایک حدیث اپنی طرف سے بنا کر حکم حق تعالیٰ کو منسوخ کر دیا۔ حق تعالیٰ قرآن شریف میں دختر کو وارث کرتا ہے اوّل تو یہ خبر موضوع ہے۔ اور اگر سلمنا۔ خبر واحد ہے۔ ناسخ قرآن شریف

---

[1] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

کی نہیں ہو سکتی۔

جواب اس کا ہمارے علمائے نے بہت بسط کے ساتھ لکھا ہے خصوصًا مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ ہدیۃ الشیعہ میں کہ اردو زبان میں ہے بہت عمدہ تحقیق فرمائی ہے۔

فدک فئی تھا اور فئی کا حکم مختصر یہ ہے کہ فدک وغیرہ جائداد ملک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نہیں تھی، بلکہ وہ بیت المال تھا حضرتؐ بقدر حاجت اس میں سے لے کر اپنے صرف میں لاتے تھے اور آیہ سورہ حشر۔

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ

(ترجمہ) "جو کچھ کہ فئی کیا اللہ نے اپنے رسولؐ پر سو وہ اللہ کا ہے اور رسولؐ کا اور قرابت والوں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا اور مسکینوں کا، تا کہ نہ ہو جائے برتاؤ دولتمندوں کا"

دلیل ہے اس پر کیونکہ جو کچھ حق تعالیٰ نے بیان کیا مصرف بیان کیا ہے کہ اس کے مستحق یہ لوگ ہیں۔ اگر ملک ان لوگوں کی ہوتی، تو حضرتؐ اُن پر تقسیم (زمین کو) کر دیتے، اور آپ نے نہیں کی تو حضرتؐ بھی مثل ابو بکرؓ غاصب حقوقِ مسلمین ہو جاویں (معاذ اللہ) اور بھی مستحق بے نہایت ہیں۔ ان کا حصہ مشخص ہونا محال۔ سو بہر حال یہ معنی استحقاق و نفع ہے کہ اس کا محصول بیت المال میں رہے، اور ان مستحقوں پر صرف کیا جاوے جیسا دستور (بیت المال) کا ہے سو جب ملک ہی آپ کی اُن اشیاء میں نہ تھی پھر میراث کیونکر جاری ہو، اس تحقیق میں طول بہت ہے مگر مختصراً فہم عوام کے لیے لکھا گیا۔

آیۃ میراث کی مخاطب امت ہے رسول نہیں اور اگر تسلیم کیا ہم نے کہ ملک ہی حضرتؐ کی تھی اور بخاطر شیعہ اپنا یہ مسئلہ ہم نے چھوڑا تو بھی سنو کہ آیۃ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ الخ جس میں مسائل میراث مذکور ہیں۔ حق تعالیٰ نے بزبانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، امت کو خطاب کیا ہے

اس میں ذات پاک حضرتؐ کی داخل نہیں۔ دیکھو کہ اوّل شروع سورۃ میں حق تعالیٰ نے
ایسے ہی احکام ارشاد فرمائے ہیں جو خاص امت کے حق میں ہیں، اور حضرت رسالت مآبؐ
کو اُن میں داخل نہیں فرمایا (کہ دو یتیموں کو ان کے مال، اور مت لو بھلا ان کو اپنے بُرے
کے بدلے، اور مت کھا جاؤ مال ان کا اپنے مال میں ملا کر، اور اگر خوف ہو کر عدل نہ کر سکو
گے تم یتیموں کے حق میں تو اور عورتیں نکاح میں لاؤ دو سے چار تک) اور سوائے اس کے
سب احکام کو دیکھو، پھر منع کرنا یتیموں کا مال کھانے سے، اور چار سے زیادہ نکاح
کرنے سے اور دیگر سب امور حضرت رسالت مآبؐ کے حق میں صحیح نہیں ہو سکتے کیونکہ حضرتؐ
کو چار سے بھی زیادہ نکاح درست تھے۔ ایسا ہی حکم وصیت میراث ہے کہ آپؐ کے حق
میں یہ حکم نہیں، بایں وجہ کہ آپؐ کی کچھ ملک ہی نہ تھی جس کو ہم نے بخاطر شیعہ تسلیم کر کے چھوڑ دیا۔
یا بایں وجہ کہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں وَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ اس مضمون حیات
کو بھی مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسالہ "آبِ حیات" میں بِمَا لَا
مَزِیْدَ عَلَیْہِ ثابت کیا ہے۔

اور کچھ نہ سہی مگر یہ حدیث نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ بہت صحابہ سے منقول ہے
اور خود حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بلا واسطہ سُنی تھی اور جو حدیث
رسولؐ کی زبان سے سُنی جاوے سننے والے کے حق میں مثلِ قرآن قطعیت میں ہوتی ہے۔
جب ابوبکرؓ نے خود سُنا تو اُن کے نزدیک یہ حدیث مثل قرآن تھی اس حدیث سے قرآن شریف
کی آیۃ کہ تخصیص کرنا ضروری ہے۔ اس میں شیعہ کو بھی اپنے اصول کے موافق بجز تسلیم چارہ
نہیں ہے۔

اور ہم لوگ اُمتی اوّل تو اس حدیث کو مشہور کہتے ہیں، اور بہت سے راوی اس کے
طبقہ اولیٰ میں موجود ہیں از انجملہ علیؓ بھی ہیں، چنانچہ کتب اہل سنت میں موجود ہے اور پھر دوسرے
طبقات میں بھی بہت بہت راوی ہیں تو حدیث ہمارے حق میں مشہور ہوئی ہم کو بھی تخصیص آیۃ اس خبر سے روا ہے

اور اگر مانا کہ خبر واحد ہی ہے تو ہم کب کہتے ہیں کہ آیۃ عام و مطلق ہے بلکہ مخصوص ہے کہ قطعیات سے وراثت کافر کی اور غلام کی اور مباین دار کی اور قاتل کی اس عام سے تخصیص ہو چکی ہے پھر مخصوص البعض کی تخصیص خبر واحد سے روا ہے۔

ہم نے مانا کہ مخصوص بھی نہیں مگر مجمل ہے۔ حضرت رسالت مآبؐ کا اس حکم میں داخل ہونا مشتبہ ہوا بسبب احکام مخصوصہ سابق کے اس خبر سے بیان ہو گیا کہ آپؐ داخل اس حکم میں نہیں اور بیان مجمل خبر واحد سے باتفاق روا ہے۔

حدیث مذکورہ کو موضوع کہنا سفاہت ہے

باقی شیعہ کا اس خبر کو موضوع بتانا سو کمال سفاہت ہے کیونکہ خود آپ کی معتبر کتاب کافی کلینی میں امام جعفر صادق رضؓ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ وَذٰلِكَ اَنَّ الْاَنْبِیَآءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا دِیْنَارًا وَّاِنَّمَا وَرَّثُوْا اَحَادِیْثَ مِنْ اَحَادِیْثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِّنْهَا فَقَدْ اَخَذَ بِحَظٍّ وَّافِرٍ۔

(ترجمہ) "البتہ علماء وارث انبیاء کے ہیں اور یہ اس واسطے کہ انبیاء نے وارث نہیں کیا کسی کو درم و دینار کا۔ اور جز این نیست کہ وارث کیا انھوں نے احادیث کا (اپنی حدیثوں سے) سو جس نے لیا کچھ اس سے، البتہ لیا اس نے بہت حصہ کامل۔"

سبحان اللہ! امام جعفر رضؓ اوّل انکار کرتے ہیں کہ انبیاء درم و دینار کا وارث ہی نہیں کرتے جب درم دینار کا وارث نہیں کرتے زمین کا وارث کیوں کر کریں گے اور پھر حصر کر دیا کہ ان کی توریث فقط علم کی ہے پھر جب توریث انبیاء علم میں حصر ہو گئی تو زمین و جائداد کیوں کر میراث میں آ گئی؟

وراثتِ انبیاء کا مفہوم

اور جہاں کہیں انبیاء کے بیان میں لفظ وراثت کا آیا ہے وہاں علم ہی مراد ہے خواہ قرآن میں خواہ حدیث میں سو اب دیکھو کہ اس حدیث کلینی میں اور حدیث اہل سنت میں کچھ تفاوت معانی کا نہیں، محض لفظ مختلف ہیں سو شیعہ نے بعض اصحابؓ میں اپنی حدیث صحیح کو

پس پشت ڈال دیا۔ اعتراض تو کیا مگر اپنے گھر کی خبر نہیں لی، اور قولِ ائمہ شیعہ کے نزدیک قرآن شریف سے زیادہ معتبر ہے، سو انصاف درکار ہے کہ اس جواب میں ابوبکر رض کی کیا تقصیر تھی؟ اور قرآن کے خلاف ابوبکر رض نے کب کیا ہے تاکہ وہ محلِ طعن ہوں۔

سیدہ رض کو حدیث مذکورہ کا علم نہ ہونا عیب نہیں

اگر شیعہ کہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ مسئلہ عدم جریان میراث (ترکہ رسول اللہ میں) کیوں معلوم نہ ہوا؟ تو ہم کہتے ہیں کہ اہل سنت کے نزدیک تو کچھ حرج نہیں جو بعضے مسئلے معلوم نہ ہوں۔ مگر شیعہ کے نزدیک بھی ثابت ہے کہ حضرت علی رض سے بعضے مسئلے پوچھے گئے، فرمایا میں نہیں جانتا۔ سو جب علی رض عالم ماکان ومایکون کو بعض مسئلے معلوم نہ تھے، تو حضرت فاطمہ رض کو بھی نہ معلوم نہ ہو تو کیا حرج ہے اور نہج البلاغۃ میں ہے کہ حضرت امیر رض فرمایا کرتے تھے لا تکفوا عن مقالۃ بحق او مشورۃ بعدل فانی لست افوق ان اخطی ولا امن ذٰلک من فعلی۔ سو جب خود حضرت امیر رض خطا سے مامون نہیں حضرت فاطمہ رض سے بھی اگر خطا (طلب فدک میں) ہوگئی تو کیا تعجب ہوگیا۔

بہرحال اس قصہ میں شیعوں کے اپنے سوء عقیدہ کی ترویج کے لیے اکاذیب اختراع کیے ہیں، اور ان کے مکائد میں داخل ہے کہ جو کتاب غیر مشہور اہل سنت کی دیکھتے ہیں اس کی طرف اپنی موضوع روایت نسبت کر دیتے ہیں تاکہ اہل سنت کو تردد پیدا ہو جائے تو سائل بھی اس سوال میں اس اپنے بزرگوں کے طریقہ اتباع میں فرماتے ہیں کہ صاحب جامع الاصول نے خطبہ حضرت فاطمہ رض نقل کیا ہے۔ معاذ اللہ! یہ قصہ واہی تباہی صاحب جامع کی طرف لگانا شوخ چشم ہے۔

کتب لغت سے لغت پر استدلال ہوگا نہ کہ دیگر امور پر

کیونکہ نہایہ ابن اثیر وغیرہ کتب لغت حدیث میں التزام فقط تصحیح الفاظ حدیث اور شرح معانی اور مرادِ حدیث کا ہے خواہ وہ حدیث صحیح ہو یا ضعیف و موضوع اور ہرگز التزام تنقید و تعدیل روایات کا نہیں۔ لہٰذا الفاظ روایاتِ موضوع و مفتری کے بھی لکھ دیتے ہیں اور تصریح وضعیتِ حدیث نہیں کرتے کہ ان کو اس سے بحث نہیں، کہ یہ دوسرا فن ہے، اور اس کی دیگر کتب ہیں مثلاً زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا موضوع

حدیث ہے، اور غیبؔ کے مادے میں مذکور۔ اور کچھ تعرض وبحثِ وضعیت اس حدیث سے نہیں کیا
ایسا ہی اور بہت لغات میں واقع ہے۔ اگر فہم وعقل ہو تو آدمی سمجھ سکتا ہے۔ علی ہذا لغت لَمَہ کو
کو اور اس کے معانی اور محل کو بیان کیا اور تعرض بطلانِ روایت کا نہیں کیا تو پھر اس سے تصحیح
روایت مؤلف کے ذمہ لگانی کس قدر حماقت ہے البتہ اگر تعدیل اس روایت کا کہیں آپ نشان
دیتے تو منہ سامنے کرکے بولنا تھا۔ ورنہ فقط لفظ کے نقل کرنے سے توثیق ہو جانی محض خیال
خام حیلا رہے۔ اہلِ علم تو ایسی بات نہیں کہہ سکتے۔

غیرِ موضوع لہٗ پر استدلال کے مفاسد | اب ہم کو اندیشہ ہے کہ علماءِ شیعہ نے جو کتب لغت یا
تفسیروں میں معانی لفظِ خمر و زنا و ربوا کے مثلاً لکھے ہیں اور فقرہ وَھُوَ حَرَامٌ کا نہیں لکھا تو آپ
جیسے صاحبِ حوصلہ، ذی شعور بے شک ان اشیاء کو حلال سمجھ گئے ہوں گے کیونکہ دوسری روایات
وکتب کی تحریم کا تو آپ کے نزدیک کچھ اعتبار رہی نہیں۔ معاذ اللہ ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

اور شیخ ابن الحدید معتزلی نے اگر کچھ نقل کیا، تو سگِ زرد برادرِ شغال ہم پر کیا حجت ہے
جوہری نے کوئی لفظ نقل کرکے حوالہ دے دیا ہوگا کہ فلاں عبارات میں یہ لفظ بایں معنیٰ آیا ہے
غرض اہلِ لغت اگر کوئی نقل کردے تو تصدیق اور صحت اس کی ہو جانی آپ ہی کا فہم ہے شرح
ملّا میں شارح نے (بیچ مسئلہ جوازِ دخولِ ما مصدریہ کے جملہ اسمیہ پر) رضی سے نہج البلاغہ کا یہ
فقرہ نقل کیا ہے بقوا فی الدنیا ما الدنیا باقیۃ پس تو یہ معنی ہو گئے کہ مولوی جامی نہج البلاغہ
کو تصدیق کرکے مؤمن ہو گئے۔

سیدہؓ اور صدیقؓ کا کوئی خطبہ ہجو کتبِ اہلِ سنت میں نہیں ہے | الغرض یہ قصہ حضرت زہراؓ کا نساءِ بنی ہاشم کو جمع کرنا اور خطبہ
ہجو خلیفہ کا پڑھنا، اور خلیفۂ اوّل کا خطبہ، در بابِ مذمت حضرت
امیرؓ کا پڑھنا محض افترا ہے۔ اہلِ سنت کی کسی کتاب میں اس کی کچھ اصل و پتہ و نشان نہیں ہے

الامان، یہ شیعوں کا کیسا آنکھ بند کر کے طوفان بکنا ہے۔ کہ نہ خدا سے شرماویں اور نہ رسول اہلبیت عترت سے کچھ باک کریں۔ ان کی اہانت پر کس طرح جرأت کرتے ہیں، اور کیوں کر خلاف ان کے اقوال کے اعتقاد کر لیتے ہیں، اور مکذّب ان کے بنتے ہیں۔ اہل سنت کی کتابوں میں دیکھو کہ مدائح شیخین رض کی بزبان امیر المومنین حضرت علی رض موجود ہیں۔ اور مدائح حضرت امیر رض کے شیخین رض کی زبان سے مسطور۔ اور ایسا ہی مدائح اور مدارج حضرت فاطمہ رض کے۔ پھر اہل سنت کی طرف ایسے واہی طوفان اٹھانا کمال بے حیائی ہے اور اہل سنت کی کتابیں کچھ مخفی نہیں۔ جس کا دل چاہے مدائح حضرت امیر رض و حضرت زہرا رض دیکھے کہ کس قدر لکھے ہوئے ہیں۔ ہم کو حاجت تحریر ان کی اس رسالہ میں نہیں۔ اگر نقل بھی کریں تو شیعہ کب مانتے ہیں۔ مگر اہل عقل کو فہم درکار ہے کہ درصورتیکہ یہ لوگ حضرات عترت کے ایسے محب و معتقد ہوں تو ایسی حرکت ان سے واقع ہونی کب قرین قیاس ہے۔

فضل صدیق اور امام جعفر رض مگر اب کتب شیعہ کی معتبرات کو دیکھو۔ کشف الغمہ عن معرفۃ الائمہ میں تحریر ہے:۔

سُئِلَ الْاِمَامُ اَبُوْجَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ حِلْیَۃِ السَّیْفِ ھَلْ یَجُوْزُ؟ فَقَالَ نَعَمْ۔ قَدْ حَلّٰی اَبُوْبَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ سَیْفَہٗ بِالْفِضَّۃِ فَقَالَ الرَّاوِیْ اَتَقُوْلُ ھٰکَذَا فَوَثَبَ الْاِمَامُ عَنْ مَکَانِہٖ فَقَالَ نَعَمْ الصِّدِّیْقُ، نَعَمْ الصِّدِّیْقُ، نَعَمْ الصِّدِّیْقُ فَمَنْ لَّمْ یَقُلْ لَہُ الصِّدِّیْقُ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

(ترجمہ) ”پوچھے گئے امام ابوجعفر علیہ السلام حلیہ سیف سے کہ آیا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ہاں جائز ہے، البتہ محلّٰی کیا ابوبکر صدیق رض نے اپنی تلوار کو چاندی سے۔ بولا راوی کیا تم بھی صدیق کہتے ہو ابوبکر رض کو؟ پس اچھل پڑے اپنی جگہ سے۔ فرمایا ہاں صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں پس جو کوئی نہ کہے اُن کو صدیق تو نہ سچا کیجیو حق تعالیٰ اس کے قول کو دنیا اور آخرت میں“

سبحان اللہ! اس میں سے یہ بھی نکلا کہ جو آپ کو صدیق نہیں کہتے اُن پر حضرت امام ابو جعفرؒ نے بد دعاء کی ہے اور مقبولِ بارگاہ کی بد دعاء کا اثر اب موجود ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے جھوٹ بولنا اور جھوٹ بول کر دھوکا دینا کس کا شعار ہے۔ خیر اب دیکھو! تقریرِ طویل لاحاصل لا طائل کس پر اُلٹی اور شیعوں پر اس آیۃ امام معصوم نے رونا ڈال دیا یا نہیں؟ اب سائل کے کلماتِ ناشائستہ کا جواب لکھنا کیا ضروری ہے؟ مگر ہزار حیف کہ یہ مدعیین (محبت و اتباعِ ائمہ کے) کیونکر نصوصِ ائمہ کو غلط سمجھ گئے۔ کیا اس کا ہی نام محبت ہے؟ معاذ اللہ، مآل کار سنو! کہ کتبِ شیعہ میں کیا لکھا ہے، کتبِ اہلِ سنت میں تو سب کچھ موجود ہے مگر شیعہ کب تسلیم کریں گے۔

سیدہؓ صدیق سے ناراض ہو کر فوت نہیں ہوئیں

مجاج السالکین میں کہ کتاب معتبر شیعہ کی ہے لکھا ہے:۔

اِنَّ اَبَا بَکْرٍ لَمَّا رَاٰی فَاطِمَۃَؓ اِنْقَبَضَتْ عَنْہُ وَھَجَرَتْ وَلَمْ تَتَکَلَّمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِیْ اَمْرِ فَدَکٍ کَبُرَ ذٰلِکَ عِنْدَہٗ فَاَرَادَ اِسْتِرْضَاءَھَا فَاَتَاھَا۔ فَقَالَ لَھَا صَدَقْتِ یَا ابْنَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِیْمَا ادَّعَیْتِ وَلٰکِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَسِّمُھَا فَیُعْطِی الْفُقَرَاۗءَ وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ بَعْدَ اَنْ یُّؤْتِیَ مِنْھَا قُوْتَکُمْ وَلِصَانِعِیْنَ بِھَا۔ فَقَالَتْ اِفْعَلْ کَمَا کَانَ اَبِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ یَفْعَلُ فِیْھَا۔ فَقَالَ فَلَکِ اللّٰہُ عَلَیَّ اَنْ اَفْعَلَ فِیْھَا مَا کَانَ یَفْعَلُ اَبُوْکِ۔ فَقَالَتْ وَاللّٰہِ لَتَفْعَلَنَّ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَاَفْعَلَنَّ ذٰلِکَ۔ فَقَالَتْ اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ فَرَضِیَتْ بِذٰلِکَ وَاَخَذَتِ الْعَھْدَ عَلَیْہِ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یُعْطِیْھِمْ قُوْتَھُمْ وَیُقَسِّمُ الْبَاقِیَ فَیُعْطِی الْفُقَرَاۗءَ وَالْمَسَاکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ۔

(ترجمہ) "البتہ ابوبکرؓ نے جب دیکھا کہ فاطمہؓ منقبض ہو گئیں (ابوبکرؓ سے) اور ترک کر دیا اور نہ کلام کیا بعد اس واقعہ کے (امر فدک میں) بھاری گذری ابوبکرؓ کے نزدیک یہ بات پس ارادہ کیا راضی کرنے فاطمہؓ کا پس آیا فاطمہؓ کے پاس۔ پس کہا، سچ کہا تو نے اے بنت رسول اللہ! اپنے دعوٰی میں مگر میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ تقسیم کرتے

تھے اس کو اور دیتے تھے فقراء کو، مساکین کو اور مسافروں کو بعد دینے قوت تمہاری کی اور قوت کارگزاروں کی، پس کہا فاطمہ رض نے کہ تو بھی کیا کر جیسا کہ میرے باپ رسول اللہ کیا کرتے تھے۔ کہا ابوبکر رض نے تمہارے لیے اللہ شاہد ہے اس بات پر کہ میں کروں اس میں وہی عمل جو کرتے تھے رسول اللہ تمہارے باپ اس میں کہا فاطمہ رض نے واللہ یونہی کرو گے؟ پھر کہا ابوبکر رض نے واللہ کروں گا یونہی۔ پس کہا فاطمہ رض نے الٰہی تو گواہ رہے اس کا پس راضی ہوگئیں اس پر فاطمہ رض اور لیا عہد اس بات کا۔ پس تھے ابوبکر رض دیتے قوت ان کی، پھر تقسیم کر دیتے باقی کو۔ سو دیتے فقراء و مساکین و ابن السبیل کو۔"

اب اس روایت سے رضامندی حضرت فاطمہ رض کی حسب واضح ہوگئی تو قول سائل کا لغو ہو گیا۔ کچھ بھی معنی اس کے نہیں ہو سکتے ہیں۔ عجب ہے کہ آدمی آنکھ بند کر کے ایسی بات کہہ دے اور اپنی کتابوں کو بھی نہ دیکھے۔ معاذاللہ اس بغض کا کیا علاج۔

اور ابوبکر رض بہتان شیعہ سے کیسے بری ہیں۔ سبحان اللہ! اور ذرا انصاف درکار ہے کہ اگر صدیق اکبر رض ایسا ظلم کرتے تو حضرت امیر رض ان کے ساتھ کیوں کہ شیر و شکر کی طرح ہم پیالہ ہم نوالہ بنے رہتے، اور بحکم الٰہی اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً کہیں نہ نکل جاتے، اور کیونکر ساری عمر کفر کے لباس میں بسر کرتے اور حسنین رض اور حضرت امیر رض کیسے اپنی بہن بیٹی کا ظالم سے نکاح کر دیتے؟ یارو! ذرا انصاف کرو، کہ ائمہ کو ایسا نامرد بنانا۔ وہ زور دِل کس دن کے لیے تھا۔ بہن بیٹی چھیننے کی غیرت نہ ہو اور دین و ایمان سب ہاتھ سے جاتے کی پرواہ نہ ہے توبہ، توبہ۔ استغفر اللہ، بہرحال ظاہر ہوگیا کہ حضرت فاطمہ رض ابوبکر رض سے غضبناک نہیں گئیں جو کچھ رنج باقتضائے بشریت تھا رفع ہوگیا۔ ایسے رنجوں سے شانِ خلیفہ میں کچھ بھی نقصان نہیں آیا۔

حضرت فاطمہ رض اور امام رض میں بھی شکر رنجی ہوتی تھی،

حضرت امیر رض اور حضرت زہرا رض کی شکر رنجی باہمی ہو جاتی تھی، یہ واقعات کچھ شیعہ پر مخفی نہیں۔ پھر دونوں معصوموں میں کون ظالم

تھا، اور رنج دہی حضرت زہراؓ سے حضرت امیرؓ کا کیا حال ہوا تھا شیعہ کو ایسے مطاعن کرنے اپنے پاؤں میں کلہاڑی مارنی ہے اور طرفہ یہ ہے کہ شیعہ اس مسئلہ میں خود متردد ہیں - اوّل میراث کا دعویٰ کیا، جب جواب دنداں شکن سُنا ہبہ کا دعویٰ کیا، جب جواب پایا کہ شیعہ مذہب میں (ہبہ نا تمام) بدوں قبض معتبر نہیں ہوتا اور قبضہ حضرت فاطمہؓ کا کبھی فدک وغیرہ پر ثابت نہیں ہوا ناچار وصیت کا دعویٰ کیا - اور خود بیّن ہے کہ وصیت اخت میراث ہے جب میراث اس میں نہیں ہو سکتی وصیت بھی نہیں ہو سکتی ۔

غرض کتبِ شیعہ میں ایسی ہی روایات متعارضہ ہر باب میں موجود ہیں، جب کہ اُن کو علمائے اہل سنت کی طرف سے ایسے ایسے جوابات اپنی کتابوں سے معلوم ہوئے تو آنکھیں چار ہو گئیں، لہٰذا حتی الامکان ہرگز اپنی کتبِ مذہب کو ظاہر نہیں کرتے - اصولِ مذہب ہنود و مجوس تک کی کتابیں چھپ گئیں مگر اس مذہب کی ایک کتاب نہ چھپی (باوجود اس قدرت وثروت کے) بہرحال اس قوم کو باوجودیکہ اپنے معائب مذہبی پر اطلاع ہوتی مگر اپنی سُوءِ عقیدت سے باز نہیں آتے ۔

فدک اور حضرت علیؓ اور امام باقرؒ

خیر، ان سب سے درگذر کرکے ہم پوچھتے ہیں کہ اگر یہ اقوال تمہارے صادق ہیں تو حضرت امیرؓ نے اپنی خلافت میں یہ ترکہ اولادِ فاطمہؓ و عباسؓ کو کیوں نہیں دیا؟ آیا حضرت امیرؓ بھی غاصب ہی تھے؟ اور عمر بن عبدالعزیزؒ نے جب امام باقرؒ کے حوالے فدک کر دیا، انھوں نے اپنے پاس رکھا، کیوں علیٰ فرائض اللہ تقسیم نہ کیا آیا یہ بھی ظالم ہی تھے؟ معاذ اللہ

سیدہؓ کی تدفین

اب باوجودیکہ حضرت زہراؓ رنجیدہ (خلیفہ سے) نہیں مریں، پھر خفیہ دفن کرنا ان کو اس سبب سے تھا کہ حضرت فاطمہؓ بسبب کمال اپنے تستر وحیا کے شرم کرتی تھیں، اس سے، کہ میرا جنازہ مردوں کی نظر سے گذرے گا کہ اس زمانہ میں نعش جنازے پر نہیں ہوتی تھی، لہٰذا حضرت اسماءؓ کو وصیت کی تھی کہ تم اور حضرت علیؓ مجھ کو غسل دے کر خفیہ دفن کر دیجیو

اور بالفرض اگر کوئی اور وجہ بھی مگر جب وہ ناخوش نہیں رہی تھیں تو پھر اس کا طعن حضرت ابوبکرؓ پر کیا ہے؟

سیدہؓ کی قبر بقیع میں ہے

اب یہ طعن کہ اہلِ مدینہ کو خبر قبر حضرت فاطمہؓ کی معلوم نہیں، بالکل مہمل ہے کیوں کہ (اوّل تو) قبر ان کی بقیع میں ہے، سب کو معلوم ہے اور اگر بھلا تعدد اہل مدینہ کو ہے تو اس میں ابوبکرؓ پر کیا طعن ہے؟ مگر شیعہ مدعیانِ محبت سے پوچھنا چاہیئے کہ آپ فرمائیں کہ قبرِ حضرت زہراؓ کہاں ہے، آپ کو بھی کچھ معلوم ہے؟

الغرض اے مسلمانو! ذرا انصاف کرو، اس خرافات پر تو کوئی کافر بھی تاب نہ لائے گا کہ اسلام کا دعویٰ کریں اور قرآن و عترت کو رد کریں اور اپنی نفسانیت سے مقبولانِ الٰہی کو کافر و مرتد ٹھہرادیں کیا اسی کا نام اسلام اور سیرتِ ثقلین پر چلنا ہے؟ ؎

ہرگزم باور نمی آید بروئے اعتقاد

ایں ہمہ ہا کردن و دین پیمبرؐ داشتن

پیغمبرؐ تو مخالفین ثقلین پر لعنت کریں، اور حق چھپانے والوں پر نفریں بھیجیں اور شیعہ کچھ خیال نہ کریں۔ اس قرآن خوانی سے سوائے لعنت کے کیا حاصل؟ رُبَّ قَالٍ لِلقُرآنِ وَالقُرآنُ یَلعَنُہٗ۔ اور امام محمد باقرؒ جو صدیقؓ کو صدیق نہ کہے اس کو بددعا فرمادیں، اور تم ان کو کافر کہو؟ آیا تم اب کافر ہو یا نہیں؟ جو خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو سچا جانتے اس بات میں ہماری تسلی کردے، تعجب ہے کہ تم ایسی واضحات بیّنات کو دیکھ کر عبرت نہیں پکڑتے اور ائمہ کو کاذب جانتے ہو، اور تقیہ کے نام سے ان کو سب کچھ بناتے ہو۔ وَاللہُ الھَادِی

سوالِ چہارم

پوچھو اپنے علماء سے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت خاتمؐ تک کوئی نبی یا اس کا خلیفہ بغیر تقررِ خدا ہوا ہو تو ہمیں بتائیے، بلکہ جس نبی اور رسول کو خدا نے بھیجا تو اُمّت نے اس سے معجزے طلب کیے، اس پر بھی قلیل ایمان لائے۔ ان میں بھی خالص کم اور منافق زیادہ جو کہ کسی مصلحتِ دنیا سے ایمان لائے۔ دُور کیوں جاؤ اسی امت کا حال دیکھو کہ جناب رسولِ خداؐ کے کیسے معجزے دیکھے، اس پر ایمان نہ لائے۔ تا آنکہ یہ ارادہ کیا کہ منزل عقبہ میں پیغمبرِ خداؐ کو شہید کر ڈالیں۔ تفسیر کشاف اور استیعاب میں دیکھو، اور صحیح بخاری میں دیکھو، کہ کون کون منافق تھا، ان میں سے کوئی صاحب بھی ان معجزاتِ باہرہ پر ایمان نہ لائے اور نبوّت کا یقین نہ کیا۔ سب جانے دو، ان کے بیان میں طول ہے۔ مشکوٰۃ شریف کو ملاحظہ کرو حضرت فاروقؓ کا حال کیا لکھا ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ سن شریف تو بُت پرستی ہی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کلمۂ اسلام بھی کتنے معجزات دیکھ کر پڑھا، اور کتنے معجزے حضرتؐ کی خدمت میں رہ کر دیکھے، پھر بھی جب آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں کفار سے صلح کی تو اس وقت بطون ان کا چھپ نہ سکا آخر کھل ہی پڑے اور بولے کہ مجھے ایسا شک نبوّت میں کبھی نہ ہوا تھا جیسا آج ہوا۔ دیکھو معجزات کے مشاہدہ پر تو ان کا یہ حال تھا، اب یہاں کوئی بتاؤ کہ اجماع کونسی کتاب کے حکم پر ہوا کہ صاحب کی نبوّت ہی میں شک تھا اور حضرت ابو بکرؓ میں کونسا معجزہ سب پیغمبروں سے کامل دیکھا کہ ان پر ایمان لائے، اور اب حضرات اہلِ سنت نے کونسے معجزات اور دلائل اور

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

برائیں پر چند جہلاء کی خلافتِ اجماعی کو قبول کیا کہ جس کے رئیس اور بانی مبانی ہی کو نبوت میں شک تھا اور خلافتِ اجماعی پر کیوں کر اعتقاد قائم ہوا، باوجودیکہ وہ عترتِ پیغمبر صاحبِ فضل بھی موجود تھے جس کی اطاعت کو حکم خدا تعالیٰ اور رسول کا حکم خاص و عام ہو چکا تھا۔ وہ لوگ صاحب اولوالامر چاہتے تھے یا خواہش نفس کی، یہ سراسر مخالفت خدا اور رسول کی ہے، اسی کا نام اسلام ہے؟ سبحان اللہ ایسوں کی اطاعت خدا اور رسولؐ کی اطاعت ہے یا اولوالامر کی کچھ تو البتہ ہو اکی اطاعت سے منہ موڑو۔

غور تو کرو، کہ کیا اہلِ اجماع کا مرتبہ انبیاء سے بھی بڑھا ہوا ہے؟ دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام بے حکم خدا حضرت ہارونؑ کو خلیفہ نہ کر سکے۔ اپنی کتابوں کو تو دیکھو۔ ثعلبی وغیرہ علماءِ اہلِ سنت روایت کرتے ہیں، اس کے بیان میں طول ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب امیرالمؤمنین علیہ السلام نے انگوٹھی سائل کو رکوع میں دی تو جناب پیغمبرؐ نے بھی دعا کی مثل حضرت موسیٰؑ کے۔ اور یہ عرض کی وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ عَلِيًّا یعنی "کر دان میرا وزیر علی کو" خدا نے اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ نازل کیا۔

یا روزِ غدیر کے بعد جب سب لوگ اقرار و عہد کر چکے ولایت جنابِ امیرؑ کا تو ایک منافق پر کہ ظاہرا اسے حاکم ہوتا حضرتؐ کا ناگوار ہوا آسمان سے پتھر گرا۔ تفسیر ثعلبی میں دیکھ لو۔ پس اخطب خوارزم نے لکھا ہے کہ جب جبرئیل علیہ السلام نے حکم دیا کہ علی کو سب لوگ امیرالمؤمنین کہا کریں کوئی نام نہ لے تب آنحضرتؐ نے حکم دیا، اور اپنی طرف سے حکم نہ دیا۔ دیکھو قرآن میں کہ ملائکہ کی رائے باب خلافت ملائکہ میں قبول نہ ہوئی کیا اہلِ اجماع کی رائے سب پر بلند تھی؟ حالانکہ بعضے اپنے نفاق وایمان کا حال تو حذیفہؓ سے پوچھتے تھے بخاری میں دیکھ لو۔

سبحان اللہ! جو ایسے خود غلط ہوں وہ غیر کو وزیر وخلیفہ بنانے کو بیٹھیں اور امیر المومنین بنادیں اور اولوالامر قرار دیں، یہ تو بُت کا خدا قرار دینا ٹھہرا۔ پس جس نے اولوالامر اپنی خواہشِ نفس سے بنایا اس نے دوسرا خدا ہی بنایا، ایسی حالت میں جو لوگ سوائے معبود برحق کے غیروں کو خدا جانتے ہیں اُن پر کفر کا اطلاق اہل سنت کو نہ چاہیئے کیا اممِ سابقہ کا حال قرآن میں نہیں پڑھا، پس ان میں اور تم میں کیا فرق ہے اگر تم ان حرکتوں کے ساتھ مسلمان رہتے ہو تو وہ کیوں کافر ہوئے کس لیے کہ اِس میں اور اُس میں دونوں میں بندگی الٰہ ہوا کی ہے۔ اَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ خدا نے کس کو فرمایا ہے۔

پس بغیر حکمِ پیغمبرؐ کسی کو نائب، خلیفہ پیغمبر بنانے اور جاننے والے بندگانِ خدا سے باہر ہیں یا نہیں؛ ہمیں سمجھا دو۔ فقط

جوابؔ سوال چہارم

انعقادِ خلافت شوریٰ سے ہوتا ہے منصوص نہیں ہوتا

ماشاء اللہ اس سوال میں آپ نہایت زور شور پر ہیں مگر سلیقہ وتمیز خداداد ہے اصل یہ ہے کہ انبیاء تو خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے مبعوث ہوتے ہیں۔ ان کے تقرر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کلام ہے۔ البتہ نزاع اس میں ہے کہ بعثتِ رُسل شیعہ کے مذہب میں حق تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے، اور اہل سنت کے نزدیک حق تعالیٰ کے ذمہ پر واجب نہیں۔ جو کچھ خیر بندہ کے واسطے کرے، عین احسان بندہ پروری ہے سو اس میں بحث نہیں، لہٰذا ہم کو اس میں کچھ لکھنا بھی ضروری نہیں اور خلفاء و ائمہ کے تقرر میں شیعہ مدعی ہیں کہ وہ منصوص من اللہ ہونا چاہیے، سنت جماعت اس کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے نص ہونی امام کے باب میں ضروری نہیں، تو آپ ہم سے پوچھتے ہیں کہ بدون تقرر خدا تعالیٰ کے کوئی ہوا ہو تو بتاؤ؟ عجب ہے کہ آپ ایسے عالم اپنے مذہب کے ہو کر تجاہلِ عارفانہ کرتے ہو، خیر ہم کو اس سے کیا غرض، آپ کا سوال پورا کرنا چاہیے۔

عقد خلافت اور حضرت امام | نہج البلاغہ جو آپ کی کتاب قرآن شریف سے بھی زیادہ معتبر ہے اس میں نامۂ جناب امیر رضی اللہ عنہ کہ حضرت معاویہؓ کے نام پر لکھا ہے اور پہلے اس میں سے نقل بھی ہو چکا ہے، اس میں یوں ارشاد ہے ذرا ہوش کر کے سنو:۔

لہ از حضرت گنگوہی رحؒ (ناشر)

اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَسَمُّوْهُ اِمَامًا
کَانَ لِلّٰهِ رِضًی ۔

(ترجمہ) "بس یوں ہی ہے کہ مشورہ معتبر حق مہاجرین و انصار کا ہے ، سو وہ اگر جمع ہو جاویں ایک شخص پر اور مقرر کر کے امام بنالیں تو وہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہوتا ہے۔"

اب دیکھو کہ خود جناب امیرؓ اپنی ہی امامت کو بالشوریٰ فرماتے ہیں، آپ اپنے ہی گھر کو دیکھو، حضرت کے حال سے کیا استفسار کر کے حاصل کرو گے ۔ اگر خلافت حضرت امیرؓ کی اللہ کی طرف سے منصوص ہوتی تو شوریٰ مہاجرین و انصار کی حجت سے حضرت معاویہؓ کو کیوں الزام دیتے ؟ خود نصِ خداوندی یا نص ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرتے خدا اور رسولؐ کا اعتبار زیادہ ہوتا ہے یا اجماع کا ؟ اور شوریٰ مہاجرین و انصار کو اگر معاویہؓ معتبر جانتے تو تکرار ہی کیوں کرتے ؟ باوجود اس کے یہ کہ ان لوگوں کا اجماع معتبر ہے اگرچہ تم معتبر نہ سمجھو۔ تو اب نہیں معلوم کہ آپ اس کلام حضرت امیرؓ کو بھی صادق جانتے ہیں یا یہ بھی کاذب محمول تقیہ پر ہی سمجھ رہے ہیں ؟

صاحب منہاج کا انصاف یہاں صاحب منہاج شیعہ نے انصاف کیا اور کہا کہ قولہ اِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ دلیل صحتِ مذہب اہل سنت ہے ۔ اگر آپ بھی انصاف پر آجاویں تو لائق ہے ۔

الحاصل جو نبی ہو احسب مراتب اس کے توابع ہوئے کسی کے قلیل کسی کے کثیر، اور ہمارے سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھو کھا آدمی توابع ہوئے چنانچہ بارہ ہزار کے صحابہ ہونے کی نص تو آپ کی کتاب ہی ثابت ہے ، تو اتنے تو آپ کو بھی واجب التسلیم صحابہ جاننے پڑے ۔

منافقین کو صحابہ جانتے تھے اور بعض منافق بھی صحابہ میں ملے رلے تھے ۔ ہر چند ان کے نفاق کی خبر صحابہ کو تھی ، مگر حکم ظاہر پر تھا اور انجام کار سب متمیز ہو گئے تھے کسی کا حال مخفی نہ رہا تھا

اور جو لوگ تبوک کے غزوہ میں (لیلۃ العقبۃ) بے ادبی کے قصد سے آئے تھے وہ بھی بعض صحابہ کو معلوم تھے اور جو پتہ اُن کی موت کا حضرتؐ نے فرمایا ویسا ہی سب نے دیکھا، اور تصدیق ان کی ہو گئی۔ اب تفسیر کشاف جار اللہ معتزلی کی ہم کو دیکھنی یا استیعاب کا دیکھنا کچھ ضروری نہیں۔ اور نہ اس واسطے حاجت بخاری کی ہے۔ سب اہل سنت جانتے ہیں مگر استیعاب و بخاری سے تم نے یہ نہ لکھا کہ کس مقام پر ان کتابوں میں ان منافقوں کے نام درج کیے ہیں؟ تاکہ آپ کا مافی الضمیر معلوم ہوتا۔ ایسے مہمل اشارات سے تو کچھ کام نہیں چلتا چند آدمی اہلِ نفاق جن کا نام ان کتابوں میں ہے عبداللہ بن اُبَیّ اور ذو الخویصرہ اور جد بن قیس یہ تو سب کے نزدیک منافق ہیں پھر کتاب کا دیکھنا کیا ضرور۔

مگر تم نے اگر اپنے عقیدۂ فاسدہ کے معین کوئی بات اس میں گھڑی ہے تو اس کا اظہار ضرور تھا، تاکہ آپ کو اس کا جواب وافی ملتا۔ مگر بخاری سے کچھ کام نہ چلتا دیکھا، لہذا آئیں بائیں شائیں دے گئے۔ اپنے نزدیک آپ نے اَن پڑھوں کو دھوکا دیا ہے۔

اتنا ہم بھی کہے دیتے ہیں کہ بخاری سے (مثل قرآن شریف کے اور اقوالِ عترت کے) سب مہاجرین و انصار صحابہ کا صدق و اخلاص مثل آفتاب واضح ہے۔ ایسا ہی مشکوٰۃ کے مطالعہ پر حوالہ کرتے ہو، سو جس قدر مضمون بخاری میں ہے وہی مشکوٰۃ میں ہے۔ اگر حوالہ مشکوٰۃ کا بنا بر تصدیق الفاظ موضوعہ (تمہارے) واقعہ حدیبیہ (کے) اور اپنے فسادِ عقیدہ کے لیے ہے تو کمال خیانت ہے (دور از دیانت) اور اثر اس دعائے امام مقبول کا ہے کہ فَلَا صَدَّقَ اللّٰہُ قَوْلَہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ حضرت فاروقؓ کے فضائل مشکوٰۃ شریف میں بخاری سے زیادہ مذکور ہیں۔

حضرت فاروقؓ کا اسلام اور فضائل

سنو کہ حضرت فاروقؓ سال ششم مسلمان ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ الٰہی دین کو قوت دے ساتھ ایک کے دو میں سے یا عمرؓ یا ابوجہل مگر چونکہ ابوجہل کی تقدیر میں کفر ونار تھا، اس کو توفیق نہ ہوئی، اور حضرت فاروق رضؓ

کو منصب وزارت جناب رسالت مآبؐ کا ملنا تھا وہ مسلمان ہوئے اور آپ کے اسلام کے
سبب اسلام ظاہر ہوا، اور آپ ہمیشہ مکہ میں کفار سے مقابلہ کرتے رہے، اور بعد اسلام کے
جو کچھ فتوح و معاملات رسامنے حضرتؐ کے اور بعد وفات حضرتؐ کے) ہوئے وہ کچھ مخفی نہیں
تقریباً بقدر تیس سال کے آپ نے جہاد اور اعلائے کلمۃ الاسلام میں سعی فرمائی، بعد بلوغ کے
اکثر عمر آپ کی اسلام میں گزری اور تھوڑی جاہلیت میں دیکھو کہ تمہارا یہ مقال کہ سن شریف
بت پرستی میں کمال کو پہنچ گیا تھا کس قدر بے ہودہ ہے۔ اولاً جب باخلاص کوئی مسلمان
ہو تو ہزار برس کی بت پرستی پر ملامت کرنا حماقت ہے۔ دوسرے یہ آپ کا طعن
واہی حضرت سلمانؓ پر بہت چسپاں ہے کہ ان کی عمر اکثر مجوسیت اور نصرانیت ہی میں
گئی اور تھوڑی اسلام میں۔ حضرت عمرؓ تو قبل چالیس سال کی عمر کے اکوئی تینتیس سال
ہی کی عمر میں مسلمان ہوئے، کمال عمر نہیں تھا بلکہ شباب تھا۔ حضرت سلمانؓ کی تو
ساری عمر کفر ہی میں گئی۔ اور عمار و مقداد بھی اول بت پرست تھے اور آپ کا عبداللہ
بن سبا بانیٔ مذہب یہودی تھا اور حسب عقیدہ آپ کے حضرت امیرؓ کی خدمت میں مسلمان
ہوا۔ سو یہ طعن الٹا تم پر ہی رجوع کرتا ہے۔

اور روز صلح حدیبیہ کے) حضرت عمرؓ نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ ہم حق پر اور کفار باطل
پر ہمارے قتیل جنت میں اور ان کے دوزخ میں، تو پھر ایسی دبی صلح کرنی مناسب نہیں معلوم ہوتی
ہماری شجاعت و جانبازی دیکھی تو ہوتی، اس صلح پہ بار بار عرض کرتے تھے مگر یوں نہیں کہا
کہ ہم صلح نہیں کرتے، یا نہیں ہونے دیں گے۔ باادب عرض کرتے تھے کہ اس میں ہتک اہل
اسلام ہے مگر چونکہ وہ عالم ما یکون نہیں تھے، یہ معلوم نہیں تھا کہ انجام اس کا بہت اچھا
ہے۔ جب حضرتؐ نے عرض آپ کی قبول نہ کی تسلیم کر لیا اور یہ لفظ کہ "جیسا شک مجھ
کو نبوت پیغمبرؐ میں آج ہوا کبھی نہیں ہوا تھا" ہرگز انھوں نے نہیں فرمایا اور نہ کسی کتاب اہل
سنت میں یہ لفظ ہے۔ معاذ اللہ! یہ جرأت آپ کی؟ اور ایسا افتراء؟ اگر اس ہی لفظ

کے واسطے بخاری و مشکوٰۃ و استیعاب دکھاتے ہو تو بڑی غیرت کی بات ہے حیف ہے کہ کچھ بھی آپ میں بوئے دیانت نہیں ہے۔ فرمایئے کس جاکونسی کتاب میں یہ عبارت ہے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، ایسا جھوٹ باندھنا۔

حضرت علی رضؓ نے حضورؐ کے فرمانے پر بھی لفظ "رسول" نہ مٹایا

ہاں! جب سہیل بن عمرو نے صلحنامہ کے لکھنے کے وقت کہا کہ اگر ہم تم کو رسول اللہ جانتے تو ہرگز تکرار نہ کرتے محمد بن عبداللہ لکھو محمد رسول اللہ مت لکھو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب صلحنامہ جناب امیر رضؓ کو ارشاد فرمایا کہ یہ لفظ مٹا دو حضرت علی رضؓ نے صاف جواب دیا کہ میں نہیں مٹانے کا، آخر حضرتؐ نے خود حضرت علی رضؓ کے ہاتھ سے کاغذ لے کر آپ مٹایا۔ حضرت علی رضؓ عالم ماکون نے صاف انکار ارشادِ مصطفویؐ کیا۔ پھر جو کچھ توجیہہ اس فعل حضرتِ امیر رضؓ کی ذہنِ عالی میں ہو گی وہی توجیہہ حضرتِ فاروقؓ کی طرف سے قبول ہو جب معصوم اور عالم ماکون نے صاف انکار کر دیا تو بیچارے فاروقؓ تو نہ معصوم تھے اور نہ عواقب الامور کے واقف، اُن پر کیوں اتنا غصہ ہے؟ حاصل یہ ہے کہ کتبِ اہلِ سنت میں تو بجز مدائحِ فاروقی کوئی تنقیص کی بات نہیں۔ پھر ایسا وسوسہ عوام کو ڈالنا آپ ہی کا کام ہے۔

فضائل شیخینؓ اور حضرت علی رضؓ

مگر حضور اپنی کتبِ معتبرہ کو ملاحظہ فرما کر قریر العین ہوں شرح نہج البلاغۃ میں مذکور ہے کہ حضرت علی رضؓ نامۂ معاویہؓ میں (بعد ذکر شیخین کے) یوں ارشاد کرتے ہیں:۔

لَعَمْرِیْ اِنَّ مَکَانَھُمَا مِنَ الْاِسْلَامِ لَعَظِیْمٌ وَاِنَّ الْمُصَابَ بِھِمَا لَجُرْحٌ فِی الْاِسْلَامِ شَدِیْدٌ رَحِمَھُمَا اللّٰہُ وَجَزَاھُمَا بِاَحْسَنِ مَا عَمِلَا۔

(ترجمہ "قسم اپنی بقا کی تحقیق مرتبہ ان کا اسلام میں البتہ بڑا ہے اور مصیبت ان کے انتقال کی اسلام میں نقصان شدید ہے۔ اللہ رحم کرے ان کو اور بدلہ دیوے اُن کو بہتر ان کے اعمال سے۔")

نکاح کلثوم رضؓ اور نکاح کرنا حضرت امّ کلثومؓ کا بھی دلیل قاطع ہے اسلام وکمال فاروقی پر
سُئِلَ الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ تَزْوِیْجِھَا فَقَالَ لَوْلَا اَنَّہٗ رَاٰہُ اَھْلًا لَھَا مَا کَانَ یُزَوِّجُھَا اِیَّاہُ وَ کَانَتْ اَشْرَفَ نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ (پوچھے گئے امام محمد باقرؒ نکاح کرنے کلثومؓ سے جواب دیا کہ اگر عمرؓ کو علیؓ اہل و لائق کلثوم نہ جانتے تو ہرگز نکاح نہ کرتے کہ وہ اشرف اور بزرگترین عورتوں میں تھیں) سبحان اللہ آپ کے آئمہ تو یوں مدح حضرت فاروقؓ کی فرماویں، اور آپ کو یہ مالیخولیا۔ تعجب ہے اور بیعت کرنا حضرت امیرؓ و حسنینؓ کا اور شریک مشورہ رہنا خود دلیل افضلیت عمرؓ ہے مگر شیعہ نے بناچاری تقیہ کرکے اپنی نوائے بیجا کو نبھایا اور حضرت امیرؓ و حسنینؓ کو معاذ اللہ بے غیرت و نامرد اور سب کچھ بناکر اپنی نفسانیت کو پار اُتار دیا۔ نقل مشہور "بیگانی بدشگونی کو اپنی ناک کاٹنی" سچ ہے۔ "دوستی بے خرد خود دشمنی ست"۔

خلافتِ صدیقؓ اجماع صحابہؓ سے منعقد ہوئی تھی اب آپ کو افضلیت عمرؓ اور جملہ مہاجرینؓ انصار اپنی کتابوں اور قرآن شریف سے جب معلوم ہو چکی تو سمجھو کہ ان مقبولوں کا اجماع خلافتِ ابوبکرؓ پر بحکم کتاب اللہ اعظم الثقلین کے اور حدیث رسول اللہ اور عترتِ رسول اللہ کے منعقد ہوا۔ آیۃ کتاب اللہ یہ ہے:-

وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا۔

(ترجمہ) "جو شخص مخالفت کرے رسول کی بعد ظاہر ہونے ہدایت کے اور تابع ہو غیر راہ سب مومنین کے ہم حوالہ کریں گے اس کو جس کو اس نے لیا اور داخل کریں گے جہنم میں اور بُرے ٹھکانے پہنچا"۔

اجماع کی مخالفت حرام ہے سب مومنین کی مخالفت کو حق تعالیٰ نے حرام فرمایا۔ یہ اجماع ہی ہے اور احادیث بہت ہیں۔ مگر تم کو ہماری احادیث پر کب یقین ہے لہٰذا ترک کرتا ہوں، اور حدیث حضرت علیؓ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الخ اوپر مذکور ہو چکی۔ اور حضرت امیرؓ بھی اسی اجماع

میں داخل ہو گئے، اگرچہ بعد چھ ماہ کے ہی سہی ۔ اجماع میں ایک وقت جمع ہونا شرط نہیں اور عذر توقف اس قدر مدت کا سابق مذکور ہو چکا ہے نہیں معلوم کہ یہ قول و فعل حضرت امیر رضؓ آپ کے نزدیک جہل و ضلالت ہے یا علم و ہدایت ؟ پس اور کیا سائل کے کلام جہنم انجام کا جواب لکھا جاوے ؟

اصحاب ثلٰثہ کی خلافتِ اجماعی نہ ماننے کے مفاسد

اور عذر شیعہ کہ حضرت امیر رضؓ کے گلو میں رسن بستہ کھینچ لاکر بیعت کرا دی اوّل تو وہی فضیحت اس قول نامعقول پر وارد ہے جو پہلے عرض ہو چکی، اور دوسرے یہ کہ حضرت عمر رضؓ کے وقت جو حضرت امیر رضؓ نے اوّلِ وہلہ میں بیعت کر لی جب کونسی زنجیر معاذ اللہ آپ کی گردن میں باندھی گئی تھی ؟ اور ایسا ہی حضرت عثمان رضؓ کے ساتھ خلافتِ ابوبکر رضؓ میں تو چھ ماہ ہمت بھی باندھی، ان اوقات میں اتنا بھی نہ ہو سکا ۔ حق تعالیٰ ایسے مجنون دشمنوں کو شرماوے ۔

الحاصل جب یہ اجتماع خلافت ابوبکر رضؓ کا حسب ارشاد حضرت علی رضؓ و تصدیق فعل حضرت امیر رضؓ حق و موافق حکم کتاب اللہ ہوا تو بیچارے سنت جماعت کیوں اس اجماع پر ایمان نہ لاویں ؟ ہم تو ظاہر و باطن محبّ علی رضؓ ہیں نہ مثل روافض، اب کہو کہ تم کس کو جہلاء قرار دیتے ہو ؟ اپنے منہ پر طمانچہ مارو۔ معاذ اللہ اگر وہ جاہل تھے تو اُن میں ایک جاہل علی رضؓ بھی تھے، اگر عمر رضؓ کو شک فی النبوت تھا، تو کلثوم رضؓ کا شاک سے نکاح کیوں کر دیا تھا ؟ اور اگر عترت کے واسطے حکمِ خلافت خدا تعالیٰ و رسول ﷺ کی طرف سے صادر ہوا تھا اس ہی عترت نے کیوں بیعت کر لی تھی ؟ مخالفت خدا تعالیٰ و رسول ﷺ کی تھی ۔ زیادہ تمھاری خرافات کا جواب کچھ ضروری نہیں، رودِ جزا اپنے کردار کو پاؤ گے ۔ اور حضرت موسیٰؑ کا ذکر کرنا بھی محض جہالت ہے ۔ انبیاء میں کلام نہیں، اور بابِ امامت میں قول حضرت امیر رضؓ کا ہم پیش کر چکے ہیں اور ثعلبی ہرگز اہلِ سنت کے نزدیک معتبر نہیں، اس کی روایت اکثر روافض سے منقول ہیں ۔

نہج البلاغہ کو تو چھوڑو اور ثعلبی کے قول پر اعتماد کرو ۔ حیف بریں محبت عترت

آیہ انما ولیکم بشرط تسلیم بھی مثبت خلافت بلافصل نہیں

اور آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ الآیۃ

میں کلام طویل ہے۔ اگر تسلیم کریں کہ خلافت حضرت امیر رضؓ میں نازل ہوئی تو خلافت بلا فصل کہاں سے نکلتی ہے؟ اُن کے وقت میں خلافتِ حقہ حضرت علی رضؓ پر ہی حصر تھی۔

آیۃ میں اگر حصر مطلق ہو تو حضرت علی رضؓ کے بعد کوئی امام نہیں ہو سکتا

اور شیعہ جو حصرِ مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں تو لازم ہے کہ حضرت امیر رضؓ کے بعد بھی کوئی امام حق نہ ہو سکے، کیونکہ جب حصر حقیقی ہوا تو اوّل اور آخر یکساں ہو گا۔ عقل درکار ہے۔ ایسی ہی روایت پتھر گرنے کی واہی موضوع ہے اور اخطب خوارزم زیدی غالی کذاب ہے۔ اس کی روایت بکھنی بھی (الزام اہل سنت میں) جہالت ہے۔

حدیثِ غدیر مثبتِ خلافت نہیں

اور روزِ غدیر حضرتؐ کا یہ ارشاد کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ، اہلِ سنت کے بسرو چشم معتبر و مقبول، چنانچہ مبارکباد دینا حضرت عمر رضؓ کا حضرت امیر رضؓ کو اس بشارت پر اہلِ سنت کی کتب میں موجود ہے مگر بلادتِ شیعہ کا کیا علاج؟ حضرت علی رضؓ کے مولا ہونے کا کس کو عذر و انکار ہے؟ مولا کے معنی ناصر اور دوست کے آتے ہیں، اور متصرف کے معنی بھی ہیں، سو یہ عبارت کہ بعد اس کے ہے اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ دلیل ظاہر ہے کہ معنی مولا کے یہاں دوست ہیں، اگر عقل ہو، سو دوستی حضرت علی رضؓ کے ساتھ اہل سنت کو اور سب صحابہ کو ہونا ثابت ہو چکی۔

اور سلّمنا کہ معنی مولا کے متصرف ہی ہیں تو حضرت امیر رضؓ اپنے عہدِ خلافت میں لاریب متصرف تھے ہم کو کب انکار ہے لیکن معنی مولا کے اولیٰ بالتصرف کہیں لغت میں ثابت کرو، جب خلافت بلا فصل کا دعویٰ کرنا۔

بزعم شیعہ حضور کو ستّر بار اظہار خلافت علی رضؓ کا حکم ہوا

اور تماشہ ہے کہ حضرت سید البلغا در اس امر کہ بزعم شیعہ رکن دینِ اسلام ہو، اور حضرت خداوندی سے اس قدر تقاضا اس میں ہوا کہ:

یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ

رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔

(ترجمہ) "اے رسول پہنچا دے جو کچھ اتارا گیا تیری طرف تیرے رب کی طرف سے اور جو نہ کرے گا تو، نہیں پہنچایا ہو گا تو نے اس کی رسالت کو اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھ کو لوگوں سے"

اور یہ رسالت اظہارِ خلافت علیؓ کی تھی، اور پھر ستر بار جب آپ کو حضور ہوا ایسی تاکید ہوئی کہ امر خلافت علیؓ کو ظاہر کردو اور لوگوں کی اذیت کا ذمہ بھی حق تعالیٰ نے کر لیا۔

آیہ میں ایہام و اشتراک ہے اس پر ایسی موہم عبارت سے فرمایا کہ اول تو مشترک لفظ بولے اور اس میں بھی جو کچھ بعض معانی سے مفہوم ہو سکتا، اس کے ساتھ بلا فصل کی قید نہ فرمائی پھر آخر فقرہ میں جو بلا اشتراک کچھ وہم بھی جاتا تھا اس کو بھی رلا ملا دیا۔ سبحان اللہ، خوب رسالت ادا ہوئی۔ اور خوب (باوصف تاکید بلیغ خداوندی کے) اظہار امر خلافت علیؓ کی رسالت کو ظاہر و باہر تبلیغ کیا۔ اس میں شیخین رضؓ و صحابہؓ کی کیا تقصیر؟ جنابِ رسالتﷺ ہی معاذ اللہ بزعم شیعہ عاصی ہو گئے۔ الٰہی تو یہ یوں کیوں نہ فرمایا کہ اے لوگو بعد میرے بلا فصل میرا خلیفہ مطلق اور وصی علی بن ابی طالبؓ ہے۔

حضورؐ حضرت عباس کو خلیفہ نامزد کر چکے تھے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے کہ باوجودیکہ حضرت رسالتﷺ (بزعم شیعہ) حضرت علیؓ کو مجمع عام میں غدیر خم پر خلیفہ کر چکے تھے قطعاً، پھر بھی "حزن المومنین" میں بروایت کلینی اور ابن بابویہ و شیخ طوسی و شیخ مفید باسانید معتبرہ امام زین العابدین اور امام باقرؒ اور امام جعفرؒ سے روایت ہے کہ شدتِ مرض میں حضرت علیہ السلام نے حضرت عباسؓ کو اور حضرت امیرؓ کو طلب فرما کر بمواجہ سب مہاجرین و انصار کے ارشاد کیا کہ اے عباسؓ میں انتقال کرنے والا ہوں، بعد میرے خلافت میری تم قبول کر کے مجھ کو اس مہم (خلیفہ بنانے) سے سبکدوش کر دو۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اس بارِ خلافت کے قابل حضرت امیرؓ ہیں، مجھ کو لیاقت اس عہدہ کی نہیں ہے الخ۔ سبحان اللہ! دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اگر حضرت امیرؓ کو مجمع عام میں روزِ غدیر خم کے خلیفہ بلا فصل کر دیا تھا تو حضرت عباسؓ کو

کیوں ارشادِ خلافت تھا؟ اور حضرتِ عباس رض کو کیا ضرورت لیاقتِ حضرت علی رض کی جتلانے کی تھی؟ کیوں نہ فرمایا کہ آپ ابھی دو اڑھائی ماہ گزرے کہ علی رض کو خلیفہ بنا چکے ہو اور نہ کوئی اور اہلبیت سے بولا؟ تو معاذ اللہ یا تو جناب رسالت ص پر شیعہ عذر ہذیان یا سہو تجویز کریں گے؟ یا کوئی اور عذر نامعقول ہوگا؟ مرحبا عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ مشورہ ملائکہ کا یہاں تعین نبوت میں ذکر کرنا جہالت (محل نزاع سے) ہے۔ بس زیادہ کچھ ضرورتِ جواب نہیں۔ اب بعد ازیں جو سائل بے ادب کلام بے لگام کچھ اپنے منہ سے بخدمت داماد علی مرتضیٰ رض بکتا ہے۔ اور ان کو منافق کہہ کر تعبیر کرتا ہے اس کا کیا جواب دیں؟ معاذ اللہ! اگر وہ منافق تھے تو علی رض اور حسنین رض ان سے بیعت کر کے اور اپنی بہن بیٹی کا نکاح کر کے کون ہوں گے جزاہ اللہ شر الجزاء۔

حضرت عمر رض کا حذیفہ رض سے بار بار پوچھنا کمالِ ایمان تھا اور اس کے دلائل

اور حضرت فاروق رض حضرت حذیفہ سے بیشک اپنے ایمان کا ثبوت پوچھتے تھے مگر یہ کمالِ ایمان تھا جس کو اعداء نے حمل منقصت پر کیا۔ کیونکہ حدیث میں آچکا ہے کہ عبرت خاتمہ پر ہے۔ بہت لوگ جنت کا عمل کرتے ہیں، اور قریب موت کے کافر ہو جاتے ہیں، تو فی الحقیقت ان کا ایمان ایمان نہ تھا۔ بلکہ ظاہر میں ایمان اور نفس کے اندر کفر مکنون تھا کہ اس کو جاننا سوائے علام الغیوب کے طاقت بشری میں نہیں، یہاں تک کہ حضرت رسالت ص کو قرآن مجید میں یوں حکم ہوا قُلْ مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ (کہہ دے نہیں جانتا میں کیا کیا جاوے میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ) اور مومنین کی مدح میں فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ هُمْ مِّنْ خَشْیَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ اور ملائکہ کے باب میں فرمایا یَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ سو جب کہ حق تعالیٰ نے اپنے اپنے رسول ص کو باوصفیکہ اُن سے خیریت خاتمہ کا وعدہ اور مغفرت جمیع ذنوب کا اقرار تھا اور نعمت عصمت کی بھی عطا فرمائی تھی مطمئن نہیں کر دیا اور ملائکہ معصومین بھی خوفناک ہیں، اور مومنین باوصف ایمان وعدم شریک وصدقہ وخیرات خوف رکھتے ہیں، اور اس خوف کو محل مدح میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اب دیکھو بے نیازی اللہ تعالیٰ سے عمر رض کیوں کر

مطمئن ہو جاویں، اور شیعہ جب کہ عدل کو ذمہ حق تعالیٰ کے واجب جانتے ہیں اور معصومین کو جنت دینا اُن کے مذہب میں حق تعالیٰ پر واجب ہے۔ پھر ان کو کس خوف نے گھیرا تھا؟ اور ان کا خوف کیوں کر محلِ مدح ہو گیا؟ سو اس خوف میں حضرت عمرؓ کی کیا تقصیر ہے؟ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ سو اب مطمئن ہو جانے والے اہلِ خسارت ہوئے جیسا شیعوں کا شعار ہے، اور ڈرنے والے اہلِ ایمان ہوئے، اگر در باب عمر بشاراتِ نبوی ہو، مگر بہرحال یہ بشارات وعدۂ خداوندی سے (جو در بارۂ رسول اللہ تھا) کچھ زیادہ نہیں تھیں۔ سو جب رسولؐ مطمئن نہ ہوں تو عمرؓ عالم ماکیون نہیں تھے اور نہ ہی معصوم۔

امام سجّاد معصومیت کے باوجود اپنے ایمان پر مطمئن نہ تھے

حضرت سجاد فرماتے ہیں جو صحیفہ کاملہ میں موجود ہے قَدْ مَلَكَ الشَّيْطَانُ عِنَانِيْ فِيْ سُوْءِ الظَّنِّ وَضُعْفِ الْيَقِيْنِ وَاِنِّيْ اَشْكُوْ سُوْءَ مُجَاوَرَتِهٖ بِيْ وَطَاعَةَ نَفْسِيْ (ترجمہ) "البتہ مالک ہوا شیطان میری باگ کا باب بدظنی، اور ضعفِ یقین میں، اور میں شکایت کرتا ہوں برائی پڑوس شیطان کی اپنے ساتھ، اور فرمانبرداری نفس اپنے کی شیطان کے واسطے)۔

اور دوسری مناجات میں فرماتے ہیں اَنَا الَّذِيْ اَفْنَتِ الذُّنُوْبُ عُمُرَهٗ الخ سبحان اللہ حضرت سجادؓ معصوم عالم ماکان ویکون باوصف عصمت جب اپنی باگ شیطان کے ہاتھ میں کہیں اور عمر کو گناہوں میں کھونا بیان کریں اور سوءِ مجاورت شیطان کا شکوہ کریں اور اپنے ایمان پر مطمئن نہ ہوں، اگر حضرت عمرؓ بیچارے غیر معصوم اندیشہ نفاق رکھتے ہوں تو کیا محلِ طعن ہو گیا؟ حضرت عمرؓ تو فقط نفس کی چوری کا اندیشہ ہی رکھتے تھے اور امام سجادؒ خود قطعاً اپنی باگ (ضعفِ یقین کے باب میں) شیطان کے ہاتھ میں فرماتے ہیں۔ للہ ذرا کلمہ حضرت عمرؓ اور کلمہ حضرت سجاد میں موازنہ کر کے دیکھیے، تو کس کا کلمہ بڑھ کر ہے؟ اگر کوئی توجیہہ حضرت سجادؒ کے کلام کی ذہن میں سمائی ہے، تو وہی توجیہہ حضرت عمرؓ کے کلام کی بھی ہے۔ ایسا بے ادب

کلمہ بکنا سخت خسارت دارین ہے۔

معاذ اللہ عمرؓ منافق ہوں تو حذیفہؓ جھوٹے ہوں گے	خیر حضرت عمرؓ تو مقام خشیت میں پوچھتے تھے مگر حضرت حذیفہؓ جو ہمیشہ تسلی کرتے رہے، سو یا تو حضرت عمرؓ منافق نہیں

اور ہمارا یقین یوں ہی ہے (نظر بمدح ثقلین و مصاہرت حضرت امیرؓ و صدق حذیفہؓ) اور جو معاذ اللہ وہ منافق تھے تو بہت سی خرابی مذہب شیعہ پر وارد ہوتی ہے، اور حذیفہؓ بھی معاذ اللہ منافق، خائن، کذاب ہوں گے کہ ہر روز جھوٹ بولتے رہے، اور باوصف استفسار کبھی سچ نہ بولے اور ہمیشہ دوست بنے رہے، مگر ہاں جب تم نے حضرت امیرؓ کو سب کچھ بنا لیا تو حضرت حذیفہؓ سے کیا باک رہ گیا؟ اب ذرا سوچو! کہ یہ غلطی کا لفظ کس کے منہ پر چھپ گیا؟ سچ ہے کہ آسمان کا تھوکا تھوکنے والے کے منہ پر آتا ہے اور حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنانا ایسا کارگر ہوا کہ تمام مہاجرین و انصار نے اور خود حضرت امیرؓ نے قبول کر کے ان کو اولوالامر بنایا، اب نہیں معلوم کہ آپ کے نزدیک حضرت امیرؓ نے کس کا خدا قرار دیا تھا یا دوسرا خدا خواہش کا بنایا تھا؟ اور ان پر کفر کا اطلاق تم جیسے محب کینہ پرور بدلگام کر دو گے، یا کچھ پاس ادب کھو گے؟

اہل سنت تو اتباع ثقلین کا دم بھرتے ہیں، اور حسب حکم خداوندی و عترت باجماع خلیفہ بناتے ہیں۔ اب سب روایات واضحہ سمجھ کر ہم کو سمجھا دو کہ اپنی خواہش کا پوجنے والا کون ہے؟ تاکہ آپ کے منہ سے حق ظاہر ہو جاوے واللہ الہادی

سوال پنجم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ عترتِ پیغمبرؐ کو جھوٹا کہنے والا اور جاننے والا مسلمان ہے یا کافر اور مکذّب خدا اور رسول ہے یا نہیں؟ پس جب وہ علماء اقرار کر لیں کہ ہاں ایسا شخص مکذّبِ خدا اور رسول ہے تو پوچھو کہ جنھوں نے بعد امورِ معلومہ کے آپ کو صدیق اور فاروق کہلوایا اور تم سب لوگوں نے کہا پس ایسی صورتیں میں مکذوب ہو کر مسلمان رہے یا نہیں۔ اس کا جواب ان سے لو۔ فقط!

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جوابِ[1] سوال پنجم

جواب اس سوال کا اوپر کی تحریرات سے مشرح معلوم ہو چکا ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ عترت کو کاذب کہنے اور جاننے والا کافر ہے، اور مکذّبِ خدا و رسول (حسب زعم تمہارے کے)، بناءً علیہ جو مہاجرین و انصار کو منافق اور مرتد جانتے، اور حضرت صدیق رض کو صدیق نہ کہے حالانکہ قرآن شریف میں حق تعالیٰ ان کو جنّتی فرماتا ہے، اور حضرت امیر رض ان کو مقبول و مقرب تبلاتے ہیں، اور حضرت محمد باقر رض ابو بکر رض کو صدیق، اور صدیق نہ جاننے والے (ان کے) کو مکذب فی الدّارین، اور حضرت امیر رض خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو حق ارشاد کرتے ہیں، تو وہ مکذب الثقلین ہوا اور دائرۂ اسلام سے خارج، اور سزاوار دار البوار جہنّم، اب دیکھو کہ مصداق اس کا کون ہے سُنّی یا شیعہ؟ واللہ الھادی۔

---

[1] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

سوال ششم

پوچھو اپنے علماء سے کہ یہ حدیث متفق علیہ فریقین ہے کہ جو نہ پہچانے امام زماں کو وہ کافر مرتا ہے۔ پس جناب امیر المومنین رض مکذّب خلافتِ ابوبکر اور خود مدعی خلافت تھے جیسا کہ کلماتِ ابوبکر سے سوال سوم میں ظاہر ہوا۔ کہ اگر کوئی چاہے تو اس باب میں ایک کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ غرض بتاؤ کہ ان میں سے کس نے امام برحق کو نہ پہچانا اور سب تو سب جناب فاطمہ رض جو بالاتفاق ناراض گئیں وہ کس کو امام جانتی تھیں بھلا ان کو تو تم کاہے کو مانو گے کہ ان کی تو تم تکذیب ہی کرتے ہو کہ مقابل کو صدیق اور فاروق کہتے ہو مگر یہ بتاؤ کہ اُمّ المومنین عائشہ رض کس کو امام پہچان کر دنیا سے گئیں کہ وہ تو تیسرے خلیفہ کو نعثل کہا کیں اور لعنت کیا کیں، اور چوتھے سے لڑیں۔ اس کے سوا آپ بھی سارے ائمہ اثنا عشر کے منکر کس کو امام جان کر کس دین پر مرتے ہیں کہ حدیث سے ثابت ہے کہ ہر زمانہ میں امام ہوگا اور اگر نہ ہوگا تو قولِ پیغمبرؐ لغو ٹھہرتا ہے، اور یہ محال اور خلافِ دین ہے۔ اگر کوئی کہے کہ امامت بر بناءِ مذہب اہلِ سنت رکنِ ایمان نہیں ہے تو کہو کہ پھر ترکِ خلفاء اجماعی پر شیعہ کا کیا نقصان ہے کس لیے کہ انھوں نے بارہ خلیفہ معیّن کردہ خدا، مانے۔ اگر ان کا مذہب حق ہے تو آپ کس دین پر گئے؟ کیونکہ ان کے نزدیک امامت رکنِ ایمان ہے فقط

لہ از حضرات شیعہ (ناشر)

جوابِ سوال ششم

تحریفاتِ شیعہ

یہ حدیث جس کا آپ ترجمہ نقل کرتے ہیں، اور اس کو حدیث متفق علیہ فریقین قرار دیتے ہیں، بایں معنی ہرگز کسی اہل سنت کی کتاب میں یہ حدیث منقول نہیں ہے۔ یہ محض آپ کا دروغ بے فروغ ہے شیعہ کی عادت ہے کہ یا تحریف الفاظ میں کر دیتے ہیں، یا معنی میں تبدل و تغیر کر دیتے ہیں۔ اور مقصود مغالطہ دینا (اہل اسلام کا اس فعل شنیع سے) ہوتا ہے۔ اب سنو کہ یہ حدیث جو بعض کتبِ عقائد میں مسطور ہے بایں الفاظ ہے:-

مَنْ لَمْ یَعْرِفْ اِمَامَ زَمَانِہٖ فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جَاھِلِیَّۃً

(ترجمہ) "جس نے نہ پہچانا امامِ زمانہ اپنے کو تو وہ مرا مرنا زمانہ جاہلیت جیسا"

یعنی زمانہ جاہلیت قبل بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگ خود وضع تھے کسی ایک حاکم پر مجتمع نہ تھے، گھر گھر حکومت تھی، بعد بعثت ذات بابرکات کے سب ایک حاکم پر جمع ہو گئے۔ اب اگر کوئی اپنے وقت کے مقتدا کو نہ پہچانے اور اس سے جدا رہے تو اس کی موت بھی اسی زمانہ جاہلیت جیسی ہوئی۔

امامت کا صحیح مفہوم | اور لفظ امام کا خلیفہ و حاکم ظاہر پر بولتے ہیں اور مقتدا اور پیشوائے

لہ از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

دین کو بھی کہتے ہیں۔ سو باعتبار معنی اول کے تو حاصلِ حدیث یہ ہوا کہ اگر خلیفہ وقت کوئی موجود ہووے کہ اہل حل وعقد نے اس کو اپنا امام مقرر کر لیا ہو اور پھر اس کو کوئی شخص نہ مانے اور جماعتِ مسلمین سے جدا رہے اور اسی حالت میں وہ مر جاوے تو اس کی موت جاہلیت کے زمانے کی طرح کی موت ہوئی، یہ معنی کہ وہ عاصی ہے نہ کافر۔ اور اگر اس زمانہ میں کوئی ایسا امام المسلمین موجود ہی نہیں، بلکہ زمانہ فتنہ وافتراق کا ہے، تو نہ امامِ زمانہ موجود اور نہ اس کے پہچاننے کی کوئی سبیل، کہ تعریفِ شے بعد وجود شے ہوتی ہے نہ قبل وجود شے۔

احادیث سے ظاہر ہے کہ بعض ایام فتن میں امام نہ ہوگا

چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسالتؐ نے ایام فتنہ سے اور قتالِ فتنہ سے جب ڈرایا تو اس میں حضرت حذیفہؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میں کیا کروں اگر اس زمانہ کو پاؤں؟ فرمایا کہ جماعتِ مسلمین کے ساتھ رہیو، عرض کیا اگر نہ ہو امام وجماعتِ مسلمین؟ فرمایا کہ یک سو ہو جا سب ان فرقوں سے۔" تو معلوم ہوا کہ بعض زمانہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں امام مسلمین موجود نہ ہو ایسے حال میں تعرف امامِ زمانہ کا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟

اور اگر بمعنی ثانی ہے تو مقتدائے دین ہر زمانہ میں ہوتا ہے، جو ضروریات دین اور راہ ورسم اسلام کی تلقین کرے، اور بعد ہر مدت سو سال کے ایک شخص پیدا ہوتا ہے کہ بدعات حادثہ کو قمع کرتا ہے اور (حسبِ استعداد اہلِ اس زمانہ کے) تجدید طریق تحصیلِ ظاہر دین و باطنِ دین کرتا ہے۔ تو اس کا نہ جاننے والا بھی البتہ بموتِ جاہلی عصیان میں مرتا ہے سو یہ معنی حدیث کے تھے۔

ترجمہ حدیث میں تحریف

اب سائل کی تحریفِ معنوی سب ظاہر ہو گئی کہ ترجمہ حدیث کو یہ لکھتا ہے کہ جو نہ پہچانے امام زمانہ کو وہ کافر مرتا ہے۔ سبحان اللہ کیا جرأت ہے یا عدم سلیقہ اور ناواقفیتِ علم باعث اس خطا کا ہوئی ہے اور اگر شیعہ کے یہاں یہ حدیث بہمیں الفاظ ہے تو اہل سنت کو دھوکا دینا کہ متفق علیہ فریقین ہے سخت بے حجابات ہے اور یہ بات

ہرگز اس حدیث سے ثابت نہیں ہوتی کہ ہر زمانہ میں امام ظاہر کا ہونا ضروری ہے۔
چنانچہ واضح ہو گیا، اور نہ کسی حدیث اہل سنت سے یہ ثابت ہوا، بلکہ اہل سنت کے یہاں یہ ثابت ہے کہ بعض زمانہ میں امام ظاہر نہیں ہوتا، اور یہ خود بیّن بات ہے۔ ہاں ایسے وقت میں مسلمانوں کو واجب ہے کہ اگر ممکن ہو تو اپنا امام مقرر کریں ورنہ گنہگار رہیں گے مگر شیعہ کے یہاں ہر زمانہ میں امام ظاہر حق تعالیٰ پر ضروری ہے کہ مقرر کرے، اور امام رکن اسلام ہے اور امام معصوم بھی ہونا چاہیئے۔ سو بپاس اُن قواعد کے جب ظاہر میں خلاف اس کے مشاہدہ ہے تو طرح طرح کی واہیات امامت کے بارے میں خلافِ عقل و نقل ان کو اپنے سر پر دھرنی پڑیں۔
بعد اس کے اب سنو کہ پہلے معلوم ہو چکا کہ نصب امام بہ مشورہ ہوتا ہے اور حضرت امیرؓ کی خلافت بمشورہ ہوئی، اور خلفائے ثلثہ کی خلافت کو حضرت امیرؓ نے قبول کیا پہلے یہ سب نہج البلاغہ سے منقول ہو چکا ہے۔ اور حضرت زہراؓ بھی جو کچھ ملال باقتضائے بشری رکھتی تھیں اس کو رفع کر کے بخوشی اجازت تصرف اموالِ بیت المال حضرت ابوبکرؓ کو دے کر اس رضامندی اپنی پر حق تعالیٰ کو گواہ کر گئیں، اور یہ سب ہم معتبرات کتب شیعہ سے ثابت کر چکے ہیں، تو یہ اقوال سائل کے کہ علیؓ مکذبِ امامتِ ابوبکرؓ تھے اور حضرت فاطمہؓ ناراض حضرت ابوبکرؓ سے مریں، سب بالکل ہذیان محض رہ گئے۔ چنانچہ ہر عقل پر مخفی نہیں۔ اور ہم مثل سائل کے بار بار ایک بات کو قلمبند کریں کیا ضرورت ہے؟ اور جب حضرت محمد باقرؓ نے ابوبکرؓ کو صدیق کہا اور جانا۔ تو اہل سنت پر کیا طعن ہے؟ البتہ تم مکذبِ امام اور غیر مصدق القول فی الدارین، بہ ارشادِ امام ہو۔

حضرت صدیقہؓ پر افترا

اور حضرت عائشہؓ نے بھی ذی النورین کو امام جانا، اور یہ جو سائل لکھتا ہے کہ عائشہؓ امام ثالث کو نعثل کہتی تھیں، اور لعنت کرتی تھیں، معاذ اللہ یہ محض طوفان بہتان ہے روافض کا۔ اہل سنت کی کسی کتاب میں یہ بات نہیں۔ امام کے ساتھ گستاخی ہمارے مذہب میں حرام ہے۔ البتہ شیعہ کے یہاں یہ عین دین ہے کہ اپنے ائمہ کو سب

کچھ بنا رکھا ہے صریح زبان پر لانے سے رُواں کھڑا ہوتا ہے اور کوئی اہل عقل باور کر سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ امام ثالث کو لعنت کیا کریں، اور پھر اپنے بھائی سے ہی ان کا قصاص طلب کریں، یہ خبر پا کر کہ قاتلِ خلیفہ میرا بھائی ہے، اور بابت طلبِ قصاص اس قدر تکالیف اٹھائیں یہ بات خوش ہونے کی ہوتی مگر یہ خیالاتِ فاسدہ مجانین و حمقا کے ہیں کہ جن کے اصولِ دین ہی تخیلات پر مبنی ہیں۔

صدیقہؓ قاتلین عثمانؓ پر لعنت کرتی تھیں

ابن السمان محمد بن الحنفیہ سے روایت کرتا ہے:۔

اِنَّ عَلِیًّا بَلَغَہٗ اَنَّ عَائِشَۃَ رض تَلعَنُ قَتَلَۃَ عُثمَانَ فَرَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی بَلَغَ بِھِمَا وَجْھَہٗ فَقَالَ اَنَا اَلعَنُ قَتَلَۃَ عُثمَانَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی السَّھلِ وَالْجَبَلِ مَرَّتَینِ اَوْ ثَلٰثًا۔

(ترجمہ) "البتہ علیؓ کو خبر پہنچی کہ عائشہؓ لعنت کرتی ہیں قاتلینِ عثمانؓ کو پس اُٹھائے ہاتھ حضرت علیؓ نے یہاں تک پہنچایا دونوں ہاتھ کو منہ کے مقابلہ تک، پھر فرمایا کہ میں لعنت کرتا ہوں قاتلین عثمانؓ کو اللہ لعنت کرے اُن پر زمین پست و پہاڑ میں۔ دو یا تین بار فرمایا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ عائشہؓ قاتلین کو لعنت کرتی تھیں، اور حضرت علیؓ بھی قاتلین عثمانؓ پر لعنت بھیجتے تھے۔ اس سے حق جاننا خلافتِ عثمانؓ کا حضرت عائشہؓ کی طرف سے محقق ہو چکا اور وسواس سائل کا مرتفع ہو گیا۔

صدیقہؓ علیؓ کی خلافت کو بھی حق جانتی تھیں

اب سنو کہ حضرت امیرؓ کی خلافت کو بھی حضرت عائشہؓ حق جانتی تھیں اور ان کی محبت کو عبادت پہچانتی تھیں۔

رَوَی الدَّیلَمِی عَن عَائِشَۃَ اِنَّھَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حُبُّ العَلِیِّ عِبَادَۃٌ

(ترجمہ) "دیلمی نے روایت کیا حضرت عائشہؓ سے کہ وہ فرماتی تھیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حب علیؓ عبادت ہے"۔

اور یہ واقعہ شہادتِ حضرت عثمانؓ کا حضرت عائشہؓ **صدیقہ اور امام کے مقاتلہ کا پورا منظر**
کے پیچھے ہوا۔ حضرت عائشہؓ حج کے واسطے مکہ گئی تھیں۔ اور بیعت حضرت امیرؓ بھی پیچھے ہی ہوئی تھی، طلحہؓ اور زبیرؓ اور بعض دیگر مدینہ میں قتلِ عثمانؓ پر تاسف کرتے تھے، اور قصاص عثمانؓ پر حریص تھے، اور قتلۂ عثمانؓ حضرت امیرؓ پر حاوی ہو رہے تھے۔ لہٰذا استیفائے قصاص میں جلدی کرنی مصلحت نہیں تھی۔ مفسدین کو جو یہ خبر پہنچی کہ یہ لوگ قصاص کی فکر میں ہیں انھوں نے طلحہ وغیرہ کے مارنے کا قصد کیا، یہ مدینہ سے بھاگ کر مکہ پہنچے، اور حضرت عائشہؓ سے بیان کیا (جو کچھ واقع ہوا) اور یہ بھی کہا کہ امیر المؤمنین بنا بر مصلحت قصاص لینے میں ساکت ہیں اور مفسدین کی طغیانی بڑھتی جاتی ہے۔ جب تک قصاص نہ لیا جاوے گا بندوبست نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہؓ نے تجویز کیا کہ جب تک وہ اشقیاء مدینہ میں ہیں، تم وہاں نہ جاؤ اور کہیں رہو، اور امیر المؤمنین کو بہ تدبیر اُن سے جدا کر لو۔ جب وہ تمہارے ساتھ ہو جاویں تب قصاص لینا چاہیے۔ سب نے اس صلاح کو پسند کر کے بصرہ وغیرہ کو کہ مجمع جنود مسلمین تھا ارادہ کیا اور مصر ہوئے کہ حضرت عائشہؓ بھی ہمارے ساتھ چلیں کہ آپ کی پناہ میں ہم کو امن رہے گا ناچار حضرت عائشہؓ بھی بصرہ کو گئیں۔

مفسدین نے یہ خبر حضرت علیؓ کو یوں دی کہ عائشہؓ جنگ کے واسطے لوگوں کو جمع کرتے بصرہ گئی ہیں، آپ ان کا تعاقب کریں۔ جب حسنینؓ اور عبد اللہ بن جعفرؓ اور ابن عباسؓ ہر چند حضرت علیؓ کو مانع ہوئے کہ آپ نہ جائیں مگر رائے اشقیاء کی غالب آئی۔ حضرت امیرؓ لشکر اپنا مع ان اشقیاء کے لے کر قریب بصرہ کے پہنچے۔ اوّل قعقاع کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا کہ تم یہاں کیوں آئی ہو؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ اصلاح کو اور یہی جواب زبیرؓ وطلحہؓ نے دیا۔ قعقاع نے کہا۔ پھر کیا صورت اصلاح ہے؟ انھوں نے کہا کہ استیفاء قصاصِ عثمانؓ۔ قعقاع نے کہا کہ یہ تو بعد اتفاق ہو سکتا ہے، اوّل صلح کر لو۔ انھوں نے کہا بہت خوب قعقاع نے یہ خبر حضرت امیرؓ کو دی۔ آپ خوش ہوئے اور صلح پکی ہو گئی تیسرے روز صبح کو

ملاقات ٹھہری کہ اس وقت کوئی مفسدین میں سے موجود نہ ہو۔

یہ خبر جو مفسدین کو پہنچی تو وہ گھبرائے، حیران ہو کر اپنے رئیس المفسدین عبد اللہ بن سبا کے پاس گئے، کہ اب کیا تدبیر ہے؟ سخت بلا آئی۔ اس نے کہا کہ تم رات سے اُٹھ کر قتال شروع کر دو، اور مشہور کر دو کہ زبیر کی طرف سے غدر ہوا۔

مفسدین نے ایسا ہی کیا کہ رات سے اُٹھ کر لشکرِ زبیر رضؓ سے آکر قتال شروع کر دیا اور حضرت امیر سے آکر کہا کہ اس جانب سے غدر ہوا۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ غدر حضرت امیر رضؓ کی طرف سے ہوا۔ غرض حضرتِ امیر جو تشریف لائے تو قتال گرم تھا۔ بناچاری بس ہوا جو کچھ ہوا۔ اس معرکہ میں جب طلحہ رضؓ و زبیر رضؓ مواجہ حضرت امیر رضؓ کے ہوئے اور حضرت امیر رضؓ نے کچھ فرمایا تو زبیر رضؓ نادم ہو کر ہٹے اور طلحہ رضؓ بھی ہٹ گئے۔ اس حالتِ واپسی میں بعد ندامت و توبہ یہ شہید ہوئے

ندامت محلِ طعن نہیں

اور حضرت عائشہ رضؓ بعد اس واقعہ کے اس خطاء پر زار زار رو تی تھیں اور شیعہ خود مطاعنِ عائشہ رضؓ میں نقل کرتے ہیں کہ آخر حال میں عائشہ رضؓ کہا کرتی تھیں۔

قَاتَلْتُ عَلِیًّا وَ لَوَدِدْتُ اِنِّیْ کُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا ۝

(ترجمہ "مقاتلہ کیا میں نے علی رضؓ سے اور دوست رکھتی ہوں کہ ہوتی بھول بھلائی گئی۔")

سو توبہ و ندامت کو مطاعن میں شمار کرنا یہ بھی ایک بلادت ہے۔ بہر حال عائشہ رضؓ اور جو مقابلہ میں حضرت علی رضؓ کے تھے مقصود ان کا طلبِ قصاص تھا، اور ہرگز قتال بارادہ مخالفت نہیں ہوا۔ یہ محض خطا ہوئی۔ پھر بھی توبہ آپ کی ثابت ہو چکی۔ اور یہ لوگ معصوم، عالم ماکان نہیں تھے۔

زلت انبیاء سے بھی ہوئی حضرت علی رضؓ بھی خطا سے مامون نہ تھے

زلت انبیاء سے بھی ہوئی ہے، چنانچہ قصہ حضرت آدمؑ اور حضرت موسیٰؑ کا مشہور ہے اور حضرت امیر رضؓ باوصف عصمت و علم ماکان و مایکون فرمایا کرتے تھے۔

لَا تَكُفُّوا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشُوْرَةٍ بِعَدْلٍ فَاِنِّيْ لَسْتُ اٰمَنُ اَنْ اُخْطِیَٔ

رواہ الکلینی۔

(ترجمہ) مت باز رہو حق بات کہنے سے اور مشورۂ عدل دینے سے کہ بیشک میں مامون نہیں ہوں خطا کرنے سے

اور معہذا ثابت ہوا کہ شیعہ کے نزدیک ایک دو گناہِ کبیرہ سے تو عصمت بھی نہیں جاتی، چہ جائے کہ اسلام و عدالت، جیسا قصۂ حضرت یونسؑ میں منقول ہو چکا ہے۔ پھر یہ لوگ محاربِ علیؓ باوصفِ توبہ و ندامت کیوں ملازم ہیں؟

الحاصل ان لوگوں نے امامتِ حضرت امیرؓ کو پہچانا اور سوال سائل محض افسانہ ہے جائے اور ہم سب اہل سنت ائمہ اثنا عشر کو امام اور مقتدائے دین و قطب ارشاد عقیدہ رکھتے ہیں اور امام ظاہر بجز حضرت امیرؓ کے اور چھ مہینے حضرت حسنؓ کے اور کسی کو نہیں جانتے۔ اگرچہ ان میں لیاقت امامت ظاہرہ کی سب معاصرین سے زیادہ تھی، مگر وقوع اس کا (بسبب اُن کے زہد کے) تقدیرِ الٰہی سے نہ ہوا۔ اور یہ خود پیدا ہے۔ اندھا کورِ باطن بھی اس بات کا انکار نہیں کر سکتا۔

امامت کے فرائض کیونکہ امام کا کام انتظام رعایا کا، اور دادِ مظلوم ظالم سے لینا اور جہاد وغیرہ امور ہوتے ہیں اور پھر اُن حضرات و ہگانہ میں کبھی یہ بات ہوئی ہے جو اُن کو امام ظاہر کہا جاوے۔ ورنہ یوں تو جس کو چاہو امام نام رکھ لو، ہاں استحقاق و لیاقت میں کچھ کلام نہیں مگر محض لیاقت سے تو کام نہیں چلتا، اگر لیاقتِ امام کا نام امام ہے تو اتنا تو ہم بھی مقر ہیں ورنہ بقولِ سائل شیعہ کو وہی خواہش ہوا کا امام بنا کر پرستش کرنا پڑا۔ خیر یہاں ہم زیادہ کچھ نہیں لکھتے، جواب سائل کو شافی حاصل ہو گیا۔ ہاں البتہ حضرت امام مہدی کو زندہ تصور کر کے امام ٹھہرانا یہ بھی ایک مضحکہ صبیان ہے اور پابندی اپنے اصول میں ایسی ہزل پر عقیدہ کرنا محض حماقت اور خلفاءِ اجماعی مہاجرین و انصار اور حضرت امیرؓ و عترت کو جو نہ مانے یہ تو لاریب ہے کہ مکذب و مخالف حضرت امیرؓ کا ہوا اور حقیقت اس اجماع کی اور تصدیق و بیعت کرنا حضرت امیرؓ کا

اوپر آپ کی کتابوں سے ثابت ہی ہو چکا، تو اب شیعہ کا نقصان نہ ماننے میں کیوں نہیں؟ شیعہ تو اپنے اصول کے موافق کافر ہو جاویں گے، آپ ایسے کیوں مطمئن ہو گئے اور ہر زمانہ میں امام کا ہونا ہمارے نزدیک کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ آپ کا محض دعوائے بلا دلیل ہے۔

اور ایسے ہی نص امامتِ ائمہ اثنا عشرہ اہلِ سنت کی کتابوں سے کہیں ثابت نہیں، آپ تو مدعی تھے کہ کتب اہلِ سنت سے سب اپنا مذہب ثابت کر دوں گا، تو وہ نصوص پیش کرو تاکہ تمہارا حوصلہ معلوم ہو اور تمہاری نہج البلاغہ سے خود حضرت امیر رضؓ کی ہی امامت بالشوریٰ ثابت ہوئی تو یہ دعویٰ شیعہ کے مذہب کے موافق بھی بلا دلیل ہی رہا۔ سو الحمد للہ کہ شیعہ کی کتب سے ثابت ہوا کہ امامت ظاہری بالشوریٰ ہوتی ہے، تو جو لوگ بمشاورت خلفاء ہوئے ان کو شیعہ امام حق نہ جان کر بلا تعرف امامِ زمانہ مرتے ہیں، اور بزعم خود کافر ہوتے ہیں، اور سُنّی امامِ حق کو حق اور ظاہر کو ظاہر، باطن کو باطن پہچان کر عامل وَاَعْطُوْا كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ ہو کر مؤمنین برضاء عترت مرتے ہیں۔ حق تعالیٰ شیعوں کو بھی ہدایت کرے، تاکہ وہ حق کو حق جانیں اور اپنے باطل سے باز آویں۔ واللہ الہادی

سوال ہفتم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ آپ کی ام المؤمنین جو امیر المؤمنین سے لڑیں تو امام جان کر لڑیں یا بغیر امام جانے، کہ دونوں صورتوں میں بناء بر قاعدۂ شرع کے یا کفر ہے یا ارتداد ماسوا اس کے سیرتِ پدر کی اپنے مخالفت کی کہ اس نے حکمِ اجماع، ناسخ حکم خدا اور رسول قرار دیا تھا سبحان اللہ! وہ تو بتکذیب عترت کر کے صدیق ہوئے، اور یہ جنگِ نفسِ رسول سے صدیقہ کہلائیں، مگر اصحاب میں حضرت سلمانؓ و ابوذرؓ و حذیفہؓ وغیرہم کو اور ازواج میں حضرت خدیجہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو صدیق اور صدیقہ کے خطاب کے قابل نہ پایا۔ اس پر بیٹھنے کے کیا کہنے۔ سوائے دشمنانِ عترت کے اپنے علماء سے اس باب میں تسکین چاہو، اور اگر کوئی بہکائے اور آپس کی بات کہہ کر ٹالے تو فریب میں نہ آؤ اور کہو کہ آپس کی بات اس کو کہتے ہیں جہاں مراتبِ علم اور کمال اور شرافتیں برابر ہوں، دیکھو تو کہاں عترتِ پیغمبرؐ نفسِ رسول اور کہاں ازواج، کس لیے کہ ازواجِ انبیاء کے ارتداد اور اہلِ نار ہونے کی خبر قرآن میں موجود ہے دیکھو حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کی خیانت کی خبر پہلے سورۂ تحریم میں فرما کر بعد ازاں خبر دخولِ نارِ زنِ انبیاء کیسے دی سمجھو تو اس سے کیا ثابت ہوا اور ان کی شان میں قد صغت قلوبکما، بعد حال خیانت کے فرمایا ہے۔ عبد الحق دہلوی نے ترجمۂ ہندی تک میں تصریح کی ہے۔ یعنی دل تم دونوں کے حق سے پھر گئے۔ پس کوئی عالم ان کے حق کی طرف بازگشت کرنے کو خدا کی جانب سے سُنادے تو ہم مانیں۔ ایسی صورت میں مقابلہ نفسِ پیغمبرؐ سے جس کی ایذا رسول کی

---

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

ایذا ہے اور اس کی بغیر اجازت صراط پر سے کوئی نہ گذرے گا کہ فصل خطاب میں حضرت شیخ اوّل سے منقول ہے اور قبر میں سب سے اُن کی امامت کا سوال کیا جائے گا۔ اور سدی آپ کا عالم سورۂ عَمَّ یَتَسَاءَلُوْنَ کی تفسیر میں لکھتا ہے، دیکھو تو ایسے شخص کے منکر کس کو امام بنائیں گے پس ایسے کی مخالفت اور مقابلہ کو آپس کی بات کہیں گے۔ اور بالفرض اگر یہی ہے تو اسی پر ثابت رہو، کفار قریش مثل ابولہب وغیرہ سے جو پیغمبر کو ازار پہنچے قابلِ معاف جانو، یا قاتل حضرت ہابیل کو ملامت نہ کرو۔

پس اس صورت میں شیعہ کو بھی معاف فرمائیے کہ آپ کے سامنے اقرار کلمۂ شہادتین کرتے ہیں، یہ مومن ہیں، تعریف شیعہ کی آپ کی کتب میں بکثرت ہے، ان کی نجات کی خبر آپ کے پاس ہے کہ جو لاالٰہ الا اللہ کہے گا وہ داخلِ بہشت ہوگا تو ہم لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں، کعبہ کو قبلہ، اسلام کو دین جانتے ہیں۔ قرآن کو کتاب، اور عترت سے تمسک رکھتے ہیں۔ حلالِ خدا کو حلال اور حرامِ خدا کو حرام جانتے ہیں۔ تو ہم بے شک مومن ہیں، اور آپ کی عائشہ ام المؤمنین ہیں، یہ بھی ماں بیٹوں کی آپس کی بات ہے۔ البتہ آپ ہماری تکفیر اور تفسیق کرنے والے کون ہیں۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہیں انھوں نے جو کچھ اپنے باپ سے کیا تھا وہی ہم اپنی ماں سے پیش آتے ہیں۔ پس اگر ہماری ماں کا لڑنا اور تکذیب امیر المؤمنین کی معاف ہوگئی تو کیا اماں صاحب ہیں وہ معاف نہ کریں گی؟ اور اگر وہ معاف نہ کریں گی تو ہم جنابِ امیرؓ اور جناب فاطمہؓ سے ان کی اور بزرگواروں کی تقصیر معاف نہ ہونے دیں گے خصوصاً جو سادات شیعہ ہیں ان کی تو یقینی آپس کی بات ہے۔ اُن کی تکفیر کرنے والے کو حضرات اہلِ سنت کافر جانیں تو آپس کی بات کہنا ٹھیک ہو، اس کو خوب سمجھو۔

اور بعض صاحب فرماتے ہیں چنانچہ مولوی ابوالبرکات صاحب نے رسالہ برکات الحق میں لکھا ہے کہ محاربین تین قسم پر تھے۔ ایک[۱] تابع امیر المؤمنین، دوسرے[۲] تابع ام المؤمنین تیسرے[۳] متوقفین ان تینوں گروہوں نے اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کیا کسی کو بُرا بھلا کہنا جائز نہیں

اور سب ماجور ہیں۔ پس غور کرو کہ حارب جناب امیرؓ اور قاتل جناب امام حسنؓ جس نے زہر دلوا کے شہید کیا وہ بھی ماجور ہوئے۔

اول تو ہم پوچھتے ہیں کہ ان گروہوں میں ملتِ خدا و رسول پر کون ہے، کہ ایک فرقہ کو تاجی یہ خود لکھ چکے ہیں، دوسرے سب کے اجتہاد کہ مقابل نصوص کے تھے لائق اجر نہ ہوں گے۔ پس ہمارا اجتہاد اور استدلال و اسانید و نصوص کثیرہ کیوں قابلِ اجر نہ ہوگا۔ کچھ ایمان ہو تو اسے خوب سمجھو اور ہم سے کہو فقط۔

جواب سوال ہفتم

امام اپنے محاربین کو مسلمان مانتے تھے

حضرت عائشہ رض کی حضرت علی رض سے خطاءً لڑائی ہوئی اور پھر تائب بھی ہوگئیں، مگر محاربہ علی رض ہرگز کفر و ارتداد نہیں، یہ سائل اور اس کے اسلاف کی کتنی جہالت (اپنی کتب اور اقوالِ ائمہ سے) ہے کہ حضرت امیر کا ارشاد کہ اَصْبَحْنَا نُقَاتِلُ اِخْوَانَنَا فِی الْاِسْلَامِ پہلے نقل ہو چکا۔ اب شیعہ خلاف حضرت امیر کے جو مومنین کو کافر بتاتے ہیں مکذب حضرت امیر رض ہو کر بزعم خود کافر بنتے ہیں، بڑی حسرت کی جا ہے کہ اپنی کتابوں کو بھی نہیں مانتے۔

حضرت علی رض نے بیعت کر کے خود حکم خداوندی کو منسوخ کیا

اور ابوبکر رض نے حکمِ خداوندی اور حکمِ رسول ؐ کو ہرگز منسوخ نہیں کیا۔ امامت بلا فصل حق حضرت امیر رض کا بحکم خدا تعالیٰ ہوتا محض تمہارا ہی تخیل فاسد ہے کہیں ثابت تو کیا ہوتا اور بالفرض اگر ہے تو خود حضرت امیر رض ہی ناسخ اس کے ہوئے کہ آپ نے بیعت کی اور پھر ہمیشہ اس خلافت کو حق کہتے رہے۔

شیعہ مفسر طبرسی اور ابوبکر رض کی خلافت بلافصل

بلکہ تمہاری کتب سے تو حق خلافت بلافصل ابوبکر کا بھی ثابت ہے۔ طبرسی آپ کا مفسر مجمع البیان میں لکھتا ہے:۔

وَقِیْلَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلَا یَوْمًا لِعَائِشَۃَ مَعَ جَارِیَۃِ الْقِبْطِیَّۃِ فَوَقَفَتْ حَفْصَۃُ عَلٰی ذٰلِکَ فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَا تُعْلِمِیْ عَائِشَۃَ بِذٰلِکَ وَحَرَّمَ مَارِیَۃَ عَلٰی نَفْسِہٖ فَاَعْلَمَتْ حَفْصَۃُ

حضرت گنگوہی (ناشر)

عَائِشَۃَ الْخَبَرَ وَاسْتَکْتَمَتْہَا اِیَّاہُ فَاَطْلَعَ اللّٰہُ نَبِیَّہٗ عَلٰی ذٰلِکَ وَھُوَ قَوْلُہٗ وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا۔ یَعْنِیْ حَفْصَۃَ وَ عَائِشَۃَ وَلَمَّا حَرَّمَ مَارِیَۃَ اَخْبَرَ حَفْصَۃَ اَنَّہٗ یَمْلِکُ مِنْ بَعْدِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ الخ

(ترجمہ) کہا گیا کہ رسول اللہ نے خلوت کی عائشہ کے دن میں اپنی جاریہ قبطیہ سے پس حفصہ اس پر مطلع ہو گئی۔ کہا رسول اللہ نے کہ عائشہ کو خبر مت کیجیو اس بات کی، اور حرام کیا ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر، پس جتلا دیا حفصہ نے عائشہ کو یہ خبر، اور چھپایا حضرتؐ سے، پس خبردار کیا اللہ نے نبی اپنے کو اس بات کا اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ کی "واذ اسر النبی الخ یعنی حفصہ اور عائشہ اور جب حرام کیا آپ نے ماریہ کو خبر دی تھی حفصہ کو کہ مالک ہوں گے بعد میرے ابوبکرؓ وعمرؓ الخ

سبحان اللہ کیسا صاف خلافتِ شیخین بلا فصل مذکور ہے۔ مگر شیعہ کے تعصب نے نظرِ انصاف بند کر دی۔ اب مکذب حکم خدا اور رسول شیعہ ہیں یا نہیں؟ انصاف کرو، کہ کفر میں کون مبتلا ہے؟ اور صدیق ہونا حضرت ابوبکرؓ کا بہ شہادت معصوم محمد باقرؓ اور ثابت ہو گیا، اب ان کو صدیق نہ جاننے والا دیکھو کون ہوا؟ باقی یہ کہ کسی کو کوئی خطاب ہو بوجہ خصوصیت اور کسی کو نہ ہو تو کیا شکایت ہے؟ حضرت علیؓ کو خطاب اسد اللہ ہوا حسنین وعمار اور حذیفہ کو کیوں نہ ہوا؟ یہ آپ کی سفاہت کی باتیں ہیں، ان کا کیا جواب

ازواج مطہرات اور قرآنی مباحث

الحاصل ہم ثابت کر چکے کہ یہ قتال خطاء سے ہوا جب انبیاء باوجود عصمت خطاء سے مامون نہ ہوئے تو حضرت عائشہ تو کچھ معصوم بھی نہیں تھیں اور تائبہ بھی ہو گئیں۔ اب آپ کی بات کا ذکر منہ پر لانا ایک جہالت ہے مگر آپ کی دانشمندی پر ہم غش ہیں کہ آپس کی بات نہ ہوتے اور عترت کے برابر زوجہ کے نہ ہونے کی دلیل کیا عجیب آپ نے لکھی ہے، وہ یہ کہ زوجۂ انبیاء مرتد بھی ہو گئی ہیں، آپ کے حواس

ٹھکانے نہیں رہے، عترت نبیؐ کی بھی مرتد ہوگئی ہے، پسر نوحؑ کی خبر قرآن شریف میں موجود ہے شاید یہ قصہ بھی آپ کے نزدیک الحاقی ہوگا۔ سو اس بات میں تو زوجہ و عترت برابر ہوگئی۔ کوئی اور دلیل تلاش کرو۔

ارتداد ازواج کی صورت میں رسالتمآبؐ پر الزامات آئیں گے

مگر آپ کو کتنا مالیخولیا ہے کہ حضرت عائشہؓ و حفصہؓ کو مرتد و کافر قرار دیتے ہو۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جب ان سے خیانت ہوئی اور وہ خیانت کوئی کفر نہیں تھی، بلکہ افشائے سرّ تحریم ماریہ تھا۔ اور وجہ افشا کی بھی یہ تھی کہ وہ اس امر کو امر ندب سمجھتی تھیں امر وجوب نہیں سمجھتی تھیں، تو وہ اس خیانت سے تمھارے نزدیک جب ہی مرتد ہوگئی تھیں یا بعد وفات حضرت سرورِ دو عالمؐ کے؟ اگر جب ہی معاذاللہ مرتد ہوگئی تھیں تو پھر جو حضرتؐ نے ان کے گھر میں رکھا اور معاملہ زوجیت کا برتا تو حضرتؐ پر معاذاللہ الزام لگتا ہے، کیونکہ مرتدہ سے نہ نکاح ہوسکتا ہے نہ مرتد عورت سے کسی اور طرح تصرف روا ہے۔ اور اگر بعد وفات حضرتؐ کے مرتد ہوئیں تو اس گناہ سے تو یہ بات ممکن نہیں کہ گناہ آج ہو اور اس کا حکم ایک مدت کے بعد ثابت ہو۔ شاید یہ بھی کوئی قاعدہ شیعہ کے مذہب میں ہوگا۔

اور اگر بعد وفات کے اور گناہ سے ارتداد ہوا تو اس طعن کو بیچ میں گانا کیا ہرزہ درائی ہے .... اس گناہ کو بیان کرو؟ اور وہ گناہ جو تمھارے دماغ میں پکا ہے یعنی محاربہ علیؓ، تو اس کا دفع کئی بار ہوچکا۔ اگر عقل ہے تو سمجھ لو، ورنہ بوجہل ہو۔

نزولِ آیات تخییر پر صدیقہ و حفصہ نے آخرت و رسولؐ کو اختیار کرلیا

اب سنو کہ جب آیات تخییر نازل ہوئیں اور سب سے پہلے حضرتؐ نے عائشہؓ پر پڑھیں تو عائشہؓ نے آخرت کو پسند کیا اور حضرتؐ کی خدمت میں رہیں، اور ایسا ہی حفصہ اور سب ازواج نے کیا چنانچہ تفاسیر شیعہ موجود ہیں، دیکھ لو، تو ذرا ہوش کرو کہ رجوع اور بازگشت ان کی ثابت ہوئی یا نہیں؟ کیونکہ یہ آیات جب نازل ہوئی تھیں کہ جب حضرتؐ نے اس قصہ افشاء راز کے بعد عزلت کی

اور بعد ایک ماہ کے تشریف گھر میں لائے۔ اور سب ازواج سے وعدہ جو آیات تخییر میں حق تعالےٰ فرماتا ہے:۔ فَاِنَّ اللّٰہَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا (ترجمہ) اور اگر تم ارادہ کرتی ہو اللہ اور رسول اور آخرت کا تو اللہ تعالےٰ نے مہیا کیا ہے تمہاری نیکیوں کے لیے بڑا اجر۔"

اس وعدہ میں بسبب اختیار کرنے رسول اللہؐ کے داخل ہوگئیں کہ نہیں؟ ذرا آنکھ کھولو قرآن پر کیسا شیعہ کو عبور ہے جو کچھ معلوم کریں سُنے سنائے ڈھکوسلے پیش کر دینے آتے ہیں۔

واقعہ ایلاء و تخییر کے بعد خدا کا حکم کہ انہی ازواج کو رکھو کوئی تبدیلی نہ کرو

اور جب حضرتؐ کو حکم ہوا اس واقعہ کے بعد کہ لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِھِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ الخ (ترجمہ) "نہیں حلال تجھ کو اور عورتیں آئندہ کو اور نہ یہ بات کہ بدلے تو اُن کو عوض اور عورتوں کے"

اور حضرتؐ نے حسب اس حکم کے ان کو تا مدتِ عمر گھر میں اور نکاح میں رکھا، تو کہو کہ وہ اس کی قبول رجوع ان کی تھی؟ یا معاذ اللہ خائنات اور مرتدات کو ہی رکھنے کا حکم ہوا تھا؟ آنکھ کھول کر قرآن دیکھا تو ہوتا۔

حاصل یہ کہ بعد اس واقعہ کے آیاتِ خیار نازل ہوئیں۔ اس میں یہ حکم تھا کہ جو رسولؐ اور آخرت کو اختیار کرے اس کو تو اجر بے شمار ملے گا اور جو دنیا کو اختیار کرے اس کو رخصت کر دو۔ اور پھر ازواج نے آخرت کو قبول کیا اور حضرت کو حکم عدم تبدیل کا ہوا تو رجوع ان کی عند اللہ معتبر و بہ اخلاص ثابت ہوگئی اور اجرِ آخرت میں داخل ہوئیں۔

آپ نے ازواج کو ساری عمر ساتھ رکھا، لہٰذا وہ طیّبات تھیں

اور منکر اس رجوع کا کافر کہ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ حق تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے جو زوجہ کسی نبی کی مرتد ہوئی نکالی گئی۔ اور ازواج مطہرات حضرتؐ مسلمات طیبات تھیں، وہ ساری عمر نبیؐ کے ساتھ رہیں۔ اس میں اور اُس میں جو فرق نہ جانے احمق ہے۔ اور خود سورۂ تحریم میں اوّل گناہ تبلا کر ارشاد توبہ کیا اور پھر طرح طرح سے ڈرایا اور ارشاد کیا کہ کچھ زوجیتِ رسولؐ کے زعم میں مت آنا کہ زوجۂ نوحؑ و لوطؑ خو خیانت سے باز نہ آئیں تو دنیا میں خدمتِ رسولؐ سے دور ہوئیں اور آخرت میں دوزخ میں گئیں۔ اگر تم بھی

باز نہ آؤ گی تو دنیا میں بھی نکالی جاؤ گی رسولؐ کی خدمت سے اور آخرت میں مآل بد ہوگا، اور پھر ساتھ اس کے فرمایا:

یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ

(ترجمہ) "جس دن رُسوا نہ کرے گا اللہ، رسول کو، اور اس کے ساتھ کے مومنوں کو۔"

تو بولو کہ جو زوجات حضرت کے ساتھ رہیں، اور خدمت سے نہ نکالی گئیں، بلکہ حکم ہوا کہ ان کو مت بدلو، تو بوجہ رجوع الی اللہ ہی ان کو یہ وعدہ دیا گیا تھا۔ یا معاذ اللہ حق تعالیٰ نے بھی جھوٹ فرما دیا تھا؟ کہ اگر باز نہ آؤ گی نکالی جاؤ گی، کہ باوجود عدم رجوع نہ نکالا، بلکہ اسی آیت سے جس سے آپ اعتراض کرتے ہیں رجوع ثابت ہے، کیونکہ فرمایا کہ "اگر توبہ کرو تو قبول ہوگی توبہ تمہاری، پس البتہ مائل ہو گئے ہیں دل تمہارے، اور اگر چڑھائی کرو گی رسولؐ پر تو اللہ اس کا ناصر ہے" الخ اور توبہ کے مقابلے میں چڑھائی کا ذکر فرمایا، تو چڑھائی عدمِ توبہ ہے، پھر جب اللہ نے کوئی صدمہ ان کو نہ دیا بلکہ عدمِ تبدیل کی بشارت فرما دی، اور نہ جبرئیل اور مؤمنین کی طرف سے کچھ ان کو صدمہ آیا، تو رجوع صاف ظاہر ہے۔ قیاس استثنائی تو آپ نے ایسا غوجی میں بھی پڑھا ہوگا، کہ رفع تالی سے رفع مقدم کا نتیجہ نکلتا ہے کچھ تو فکر کرو، بڑے افسوس کی بات ہے کہ قرآن کو بھی نہ پوچھا سمجھا، یوں ہی منہ سے جو بیجا بک دیا۔ کچھ تو شرماؤ قرآن شریف میں تو سب کچھ موجود ہے مگر فہم خداداد ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

عتابِ خداوندی ہر جگہ محلِ طعن نہیں کیونکہ عتاب خود حضورؐ کو بھی ہوا

اور اگر محض عتابِ خداوندی پر اکڑ اکڑ کر طعن کرتے ہو ارتداد کا لفظ بکتے ہو تو دیکھو خود شروع سورہ تحریم میں یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ الخ جناب رسالتؐ پر عتاب ہے تو آپ کی شان میں بھی کچھ بکو اور غور کرو کہ عفو رو رحیم کا لفظ خود قرینہ ہے کہ حضرتؐ سے یہ تحریم حلال موجب نارضامندی الٰہی کا ہوا جس کو معاف فرماتے ہیں۔ اور حضرتؐ پر چند بار عتاب ہوا

ہے، مگر یہ عتاب بطور شفقت ہے، کہ اپنے مقبولوں کو تربیت فرماتے ہیں۔ ایسا ہی ازواج نبیؐ پر عتاب و تہدید اصلاح کے لیے ہے ؎

چشم بد اندیش کہ برکندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

الحاصل رجوع ان کا قرآن سے ثابت ہوا، سائل ذرا آنکھ کھول کر دیکھے، اور حسب وعدہ اپنے تسلیم کرے اور مسلمان ہو وے، اور چونکہ عائشہ رضؓ محبوبۂ رسول اللہ ہیں، ان کی ایذا بھی ایذائے رسول اللہ ہے۔

صراط پر اور قبر میں سوال عن الامام موضوعات شیعہ ہیں

اور یہ روایات سائل کی عبور صراط پر سے موقوف اجازت حضرت امیر رضؓ پر ہے، اور قبر میں سوال امامت حضرت امیر رضؓ کا ہوگا روافض کی روایات ہیں، سدی صغیر رافضی کذاب تھا، اہل سنت پر ان روایات سے حجت لانا جہل ہے وان سلّمنا، تو حبّ کہ اہل سنّت حُبّ علی رضؓ کو عبادت جانتے ہیں اور ان کو امام پہچانتے ہیں (چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ نے خود روایت کیا ہے) تو ہم کو کیا اندیشہ ہے۔ ہم کو تو اس سے علیٰ الحت ہے اور منکر علی رضؓ کو اور بُرا کہنے والے (ان کے) کو ہم بُرا جانتے ہیں۔ مگر روافض کو فکر چاہیے کہ محبت کے پردے میں کیسا کچھ حضرت امیر رضؓ کو بنا رکھا ہے۔

قتالِ صدیقہ رضؓ کو ایذا ابولہب پر قیاس کرنا حماقت ہے

اور اذیت بولہب وغیرہ کفار کی (حضرت رسالتؐ کو) بوجہ کفر اور عداوتِ اسلام تھی، اور قتال حضرت عائشہ رضؓ کا بوجہ خطا ہوا کہ مقصود اصلی ان کا اصلاح بین المسلمین اور استیفار قصاص تھا۔ کہ وہ بھی حکمِ اسلام ہے، تو اس کو اُس پر قیاس کرنا سخت کم فہمی ہے، خدا جانے کہ یہ سائل کچھ علم بھی رکھتا ہے یا نہیں!

اور ایسا ہی قتل ہابیل عمداً غیر مشروع بات پر ہوا، قابیل نے یہاں باوجودیکہ حکم خدا کو جان چکا تھا کہ اس عورت سے میرا نکاح نہیں ہو سکتا، مقتول مظلوم کو (بلا وجہ و بغیر شبہ) حسد کے سبب قتل کیا تھا، اور یہاں تم کو معلوم ہو گیا کہ محض اصلاحِ مشروع مقصود تھی اور قتال شورانگیزی

مفسدین سے ہوا، اور وہ لوگ عالم خفایا نہیں تھے، جب شروع قتال اس طرف سے دیکھا جانا کہ امیر کے حکم سے ہی ہوا ہے اور پھر بھی خطا ہم ان کی طرف سے رکھتے ہیں۔

حضرت صدیقہ رض کی خطا کے ذمہ دار بھی حضرت علی رض ہیں

ورنہ باوجود قرارداد صلح کے حضرت علی رض نے کہ عالم ماکیون تھے کیوں تفتیش نہ کی؟ اور شریک قتال بہ خبر مفسدین ہو گئے حالانکہ جانتے تھے کہ میرے لشکر میں اہل فساد بھی بھرے ہوئے ہیں چنانچہ نہج البلاغہ کے خطبوں سے خوبی بعض لشکریان جناب امیر رض معلوم ہوسکتی ہے ایک عبارت نقل کرتا ہوں، مشتے نمونہ از خروارے:۔

قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ الْمَغْرُوْرُ وَاللّٰهِ مَنْ غَرَرْتُمُوْهُ وَمَنْ فَازَ بِكُمْ فَازَ بِالسَّهْمِ الْاَخْيَبِ وَمَنْ رَمٰى بِكُمْ رَمٰى بِاَفْوَقِ نَاصِلٍ اَصْبَحْتُ لَا اُصَدِّقُ قَوْلَكُمْ وَلَا اَطْمَعُ فِيْ نَصْرِكُمْ وَمَا اُوْعِدُ كُمُ الْعَدُوَّ بِكُمْ۔

(ترجمہ) "دھوکا میں ڈالا گیا وہ ہے کہ واللہ جس کو تم نے فریب دیا، اور جس کو حاصل ہوئے تم حاصل ہوا اس کو ناقص حصہ، اور جو تیر مارا گیا تمھارے ساتھ مارا گیا برے تیر سے، صبح کی میں نے واللہ اس حال میں کہ تصدیق نہیں کرتا تمھارے قول کی اور نہیں طمع کرتا تمھاری نصرت میں اور نہیں ڈراتا میں ساتھ تمھارے دشمن کو"

سبحان اللہ حضرت امیر رض کو اب بعد تجربہ خود ان کا کذب ظاہر ہو گیا کہ آپ بھی ان کا عدم اعتبار قول بحلف فرماتے ہیں، تو اب اگر کوئی کہے کہ وہ تو عالم ماکیمن تھے، کیوں ان کے قول پر خطا میں پڑے، تو حضرت علی رض بھی خاطی ہوتے ہیں، سو یہ سائل مجتہد کتنا بڑا عالم ہے کہ سبحان اللہ اس واقعہ کو اس پر قیاس کرتا ہے۔ جائے انصاف و تامل ہے۔

صرف ایک آیت کا منکر و مکذب بھی کافر ہے

اور سائل جیسا شیعہ بے ادب ہر چند کلمہ توحید زبان سے کہے لیکن مسلمان نہیں ہوسکتا، کیونکہ اگر ایک آیۃ قرآن شریف کا کوئی کلمہ گو منکر یا مکذب ہو تو وہ کافر ہوتا ہے۔ کلمہ پڑھنے اور قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مومن نہیں ہوتا

تم صدہا آیات کے مکذب اور عترت کے اقوال کے مخالف ہو، اور خود عترت کی طرف کیسے
کیسے نقصان لگاتے ہو، خصوصاً حضرت کلثوم رض کہ معاذ اللہ اَوَّلُ فَرۡجٍ غُصِبَ مِنَّا تمہارا
مجتہد کہتا ہے۔ اور حضرت امیر رض کی شان میں کیا کیا واہیات اعتقاد کئے ہوئے ہے۔ چنانچہ اوپر
کے جوابوں میں کچھ مذکور ہوا۔ پھر دعوائے محبت و تمسکِ ثقلین کس مُنہ سے کرتے ہو؟ کچھ شرم کرو۔
پس تم خارج از اسلام ہو۔ اور حضرت عائشہ رض ام المومنین ہیں نہ اُمّ الکافرین۔ تم کو ان سے کیا
علاقہ۔ اذیت محبوبہ رسولِ خدا اذیت رسول اللہ ہے اور موذی رسول ؐ کا کافر، اور پھر بعد تسلیم عاق
پر لعنت ہے اور عاق اپنی مادر کا جنت میں نہیں جاتا۔ ام المومنین اکمل المقربین، محبوبۂ رسولِ امین
کا عاق قطعاً جہنمی ہے۔ ایسے شریروں کی تکفیر و تسفیق ہر مسلمان پر واجب ہے۔

حضرت ابراہیم اپنے والد سے گستاخ نہ ہوئے باوجودیکہ وہ کافر تھا

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کبھی اپنے باپ کافر سے کوئی کلام گستاخی کا نہیں کیا۔ جب اُن کے
باپ نے کہا کہ اگر تو باز نہ آوے گا تو تجھ کو سنگسار کر دوں گا، اور تو مجھ سے الگ ہو جا۔ تو
آپ نے فرمایا سلام علیک، میں تمہارے واسطے استغفار کروں گا اللہ سے، یہ سورہ مریم میں موجود ہے
دیکھو اور پھر بعد ہجرت کے آپ نے دعا کی۔ جب حکم ہوا کہ وہ کافر ہے اس کے واسطے دعا مت
کرو۔ آپ اس سے بیزار ہو گئے۔ سو یہ سورۂ توبہ میں موجود ہے۔ اب آپ سیرت حضرت ابراہیم
کو دیکھو کہ باوجود کفر پدر کے ملائم کلامی اور استغفار کرتے رہے اور ان کے تشدد پر بھی سلام
ہی کہا۔

حضرت عائشہ باوجودیکہ محبوبہ رسول ام المومنین ہیں شیعہ نے کتنی گستاخیاں کیں تھ

اور اپنی شرارت کو دیکھو کہ باوجودیکہ عائشہ رض محبوبہ رسول اللہ ہیں، اور ام المومنین اور ایمان
کامل رکھتی ہیں، تم ان کو لعن کر کے اپنی عاقبت خراب کرتے ہو، اور پھر اپنے آپ کو متبع ابراہیم بتاتے
ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اس ہٹ دھرمی اور بے شرمی کا کیا علاج۔ باقی سائل کی ہزلیات پھکڑ
ہے۔ عاقل خود جان لے گا کہ کیسا واہیات اس کا کلام بے معنی ہے۔ ان الفاظ بیہودہ کا جواب

ضرور نہیں اور ویسا ہی زہر دلانے والا حضرت حسنؓ کا (ناحق عمداً قاتل و ہالک ہوا ہے) فاسق ہے خلافِ محارب کے کہ وہ خطا سے واقع ہوا اور بلکہ حسب اصولِ شیعہ حضرت امیرؓ سے سخت خطا ہوئی کہ قتالِ عائشہ میں کذاب کے قول پر باوجودیکہ ان کو کذاب جانتے تھے عمل کیا بخلاف مقابلین کے کہ وہ عالم ماکون نہیں تھے، اس کو اور اُس کو برابر جاننے والا محض احمق جاہل ہے حیف کہ دعوائے علم اور سر و بُن کی تمیز نہیں۔

اور ہم کہتے ہیں کہ وہ تینوں فرقے ناجی تھے، کیونکہ عقائد و اصول و ایمان میں سب متفق تھے۔ نزاع فقط ایک بات میں ہے کہ وہ رکنِ دین نہیں، مگر جس سے خطا ہوئی وہ معافی ہے، اور جس نے دیدہ و دانستہ کیا وہ گنہگار رہے بعد توبہ کے معاف ہوا اور شیعہ محض براہِ عناد مخالفت ثقلین کے ہیں مخالف قرآن شریف کا جو ہوا وہ مردود ہے۔

اور نصوص تمہاری موضوع خلاف الثقلین واجب الترک ہیں، سب کا بیان سابق مشرح ہو چکا، تکرار کی ضرورت نہیں۔ اب اگر کچھ بھی بوئے ایمان ہے تو اس کو پوچھو اور اپنے خبثِ عقائد سے باز آؤ۔ اور ہم کو بشارت اپنی توبہ اور ایمان کی دو۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ

سوال ہشتم

پوچھو اپنے علماء سے کہ حسنین علیہما السّلام نے دعوائے خلافت کیا کچھ چھپا نہیں، مگر جناب امام حسنؑ نے ناصر و مددگار نہ پائے اور غلبہ اہلِ باطل کا دیکھا، بعد چھ مہینے کے مثل اپنے پدر بزرگوار کے صلح کی، اور جناب امام حسینؑ نے ناصر پائے شہید ہوئے جو انھیں سچا جانتا ہے وہ بتائے کہ یہ کون سے خلیفہ تھے کہ اکثر اہل سنت کی بنارِ دین چار خلافتوں پر ہے اب انھیں کون سا خلیفہ جانتے ہو؟ دیکھو سرِ شہادتین امام حسین علیہ السّلام ایک یہ بھی ہے کہ اگر اعتقاد خلفاء اجماعی کا آپ رکھتے ہوتے بعد چار کے حضرت کیوں دعوائے خلافت کرتے، پس شہادت جناب حسین علیہ السّلام نے حق کو مثل آفتاب کے روشن کر دیا کس لیے کہ جس طرح ان خلافتوں کی دلیل اجماعی وغیرہ ہوئی اسی طرح اگلوں کی تھی۔ اور عترتِ پیغمبرؐ جیسے ان کے منکر ویسے ان کے۔ جیسے ان کے ظلم عترتِ رسولؐ پر ہوئے، اس سے زیادہ ان کے جور و ستم، کہ یزید تو دور تھا اور وہ نزدیک۔ یزید نے وہ مراتب عترت کے کاہے کو دیکھے اور سنے تھے جو انھوں نے پیغمبر سے دیکھے سنے، پس حقِ عترت آفتابِ تاباں ہے، تم خفاش سیرت اگر نہ دیکھو حشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

ا؎ از حضرات شیعہ (ناشر)

جواب سوال ہشتم

امام حسن رضی اللہ عنہ نے حفاظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی ورنہ آپکے لاکھوں جاں نثار تھے	اللہ اکبر، یہ سائل کتنا بدحواس ہے کہ ایسی مشہور بات کو کہ زبان زد خاص وعام ہے

کس طرح اُلٹا بیان کرتا ہے؟ اے شیعہ! ذرا اپنے اس مجتہد قمقام کی تحقیق سنو! کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ قریب ایک لاکھ آدمیوں نے جان دینے پر بیعت کی تھی، اور سب جان فدا کرنے پر مستعد تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے محض محافظتِ خونِ مسلمین کے لیے صلح کی، نہ عجز وضعف سے، چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خطبہ موجود ہے کہ فرمایا:-

اِنَّ مُعَاوِيَةَ قَدْ نَازَعَنِي حَقًّا لِي دُوْنَهُ فَنَظَرْتُ الصَّلَاحَ لِلْاُمَّةِ وَقَطْعَ الْفِتْنَةِ وَقَدْ كُنْتُمْ بَايَعْتُمُوْنِي عَلٰى اَنْ تُسَالِمُوْا مَنْ سَالَمَنِي وَتُحَارِبُوْا مَنْ حَارَبَنِي وَرَاَيْتُ اَنَّ حَقْنَ دِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ سَفْكِهَا وَلَمْ اُرِدْ بِذٰلِكَ اِلَّا صَلَاحَكُمْ

"(ترجمہ) تحقیق معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیشک جھگڑا کیا مجھ سے میرے حق میں، نہ اس کے حق میں سو دیکھی میں نے مستحسن اصلاح اس کام میں اور قطع کرنا فتنہ کو اور البتہ بیعت کی تھی تم نے مجھ سے اس بات پر کہ صلح کرو تم میرے مصالح سے اور حرب کرو محارب میرے سے، اور جانا میں نے کہ حفاظت خون مسلمین کی بہتر ہے خون ریزی سے اور نہیں ارادہ میرا اس صلح سے مگر بھلائی تمھاری۔"

ل از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

اور حضرت حسینؓ کا قول کتب شیعہ میں موجود ہے کہ اگر میری ناک کاٹی جاتی تو میرے نزدیک اس صلح سے (کہ بھائی میرے حسن نے کی) بہتر تھا اور ظاہر ہے کہ یہ غیرت باوجود قدرت و توقع غلبہ کے آتی ہے، ورنہ بیچارگی میں کیا غیرت کی بات ہے۔

سو آپ کے یہ مجتہد، اے شیعو! حضرت حسنؓ کو تو بے ناصر و مددگار قرار دیتے ہیں، اور مجبورانہ صلح کرنے والے (خلاف اپنی کتب کی روایات کے) ٹھہراتے ہیں۔

امام حسینؓ نے ناصر و مددگار نہ پائے (برعکس قولِ شیعہ کے)

اور حضرت حسینؓ جو محض غداران کوفہ کے بھروسے گھر سے نکلے اور راہ میں محصور ہوئے، کہ سوائے چند نفر اہل بیتؓ کے کوئی ناصر رفیق نہ تھا ہر چہار طرف فوجِ اعدا تھی، فقط اتنا ہی چاہتے تھے کہ بیعت کر لو اور چاہے جہاں ہو، اور جو چاہو کرو، اتنی بات کو قبول نہ کیا اور کس بیکسی میں شجاعانہ شہید ہوئے۔ ہر شخص مرثیہ خواں عامی جانتا ہے ان کو آپ کے مجتہد العصر فرماتے ہیں کہ ناصر و مددگار پائے اور شہید ہوئے کیسا آفتاب کو خاک سے چھپاتے ہیں، کیا قیامتِ دروغ ہے۔ ہر چند سب آپ کے اقوال ایسے ہی ہیں، مگر یہ قول ہر عامی بازاری بھی جان سکتا ہے کہ غلط ہے اور دیگران امور کے کذب کو واقف کار پہچانتے ہیں۔

امیر معاویہؓ کی خلافت امام حسنؓ کے نزدیک جائز تھی!

اور یہاں سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلافتِ معاویہؓ کو حضرت حسنؓ نے بنظرِ اصلاح جائز رکھا۔ اگرچہ خلافتِ معاویہؓ خلافتِ نبوت نہ تھی مگر خلافتِ ملوکانہ تھی۔

حضرت علیؓ کا فرمان کہ لوگوں کے لیے امیر ضروری ہے خواہ برا ہو یا اچھا

اور نہج البلاغہ میں حضرت امیرؓ سے منقول ہے کہ فرمایا حضرتِ امیرؓ نے کہ: ۔ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ اَمِیْرٍ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ (ترجمہ) "ضروری ہے آدمیوں کے لیے کوئی امیر نیک ہو یا گنہگار۔"

الحمد للہ کہ اس قول حضرت امیرؓ سے اور فعل حضرت حسنؓ سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلیفہ کا معصوم ہونا ضروری نہیں، اور گنہگار بھی خلیفہ اور امیر ہوتا ہے، اگرچہ خلافتِ نبوت نہ ہو مگر خلافت ہے

اور یہی مذہب اہلِ سنت کا ہے ۔

امام حسن کی خلافت خلافتِ نبوّت تھی

اور اہلِ سنّت کے نزدیک چار ہی خلیفۂ حق ہوئے اور بنائے دین ان پر محض آپ کا طوفان ہے ۔ اہلِ سنّت تو چار یہ اور پانچویں حضرت حسنؓ (چھ مہینہ کو) پانچوں کو خلیفہ لبسیرتِ نبوت جانتے ہیں اور حضرت حسنؓ سے امام مہدی تک سب کو خلافتِ ظاہرہ کا خواہ مخواہ اعتقاد نہیں کرتے ، امام باطن سمجھتے ہیں ، اور ان کے دور میں جو خلفاء رہے وہ ملوک تھے ، ان کو ہم کب امام نبوت کہتے ہیں البتہ اکثر ان میں جابر تھے اور بعض عادل بھی تھے ۔

انعقادِ خلافت کے لیے بیعتِ خواص لازم ہے

مگر تم شیعو ! ذرا گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو ، کہ امام کس واسطے ہوتا ہے آیا گھر میں چھپ کر گمنام ہو جانے کے واسطے ، یا انتظامِ ملک و مال و رعایا و دادِ مظلوم و قمع کفر و جہاد کے واسطے ؛ یوں محض اپنے خیال میں یہ پکا کر کہ میں شاہِ عالم ہوں ۔ اور سب ملک و مال و رعایا میری ہی ہے ، حالانکہ گھر تک کا مالک نہ ہو اور جان تک پر امن نہ رکھتا ہو ، ہر کوئی امام بن بیٹھا کرے ، اور شیعہ اس کو امام و بادشاہ قرار دے کر تسلیم کر لیا کریں ، پھر بارہ میں کیا حصر کرنا ضرور ہے ؟ ذرا عقل کی بات کہو ۔ چنانچہ اس زمانہ میں ایک سید مجنون اپنے کو ہندوستان کا بادشاہ سمجھ رہے ہیں ۔ سبحان اللہ ! اپنے منہ میاں مٹھو تو یہ تو لبقول آپ کے ہوا و بُت کا امام بنانا ہوا ۔ ایسا تو ہر ایک امام ہے کچھ کسی کی خصوصیت نہیں ۔

تمام ائمہ میں استعدادِ خلافت مکمل تھی ، مگر اس کا ظہور نہ ہو سکا

اور ہم لکھ چکے ہیں کہ لیاقتِ امامتِ ظاہرہ بھی ان سب حضرات میں اکمل تھی ، مگر ظاہر میں وقوع نہیں ہوا ۔ اگر استعداد کا نام امامت ہے تو اپنی اصطلاح کے مختار ہو ، پھر اہل سنت سے کیوں اُلجھتے ہو ؟ ورنہ شرم کی بات ہے ، کہ ایسی بات کہو کہ عقل و نقل کے بالکل خلاف ہو ۔ اور حضرت حسینؓ دعویٰ کرنے سے کوئی سے خلیفہ بھی نہیں ہوئے ، اگر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتی تو جب پوچھنا تھا ورنہ اوپر لیاقت کا ذکر ہو چکا ہے اور یہ کہ ان کے دعوے سے حصر پانچ خلفاءِ خلافتِ نبوت کا باطل ہو گیا تھا ، یہ جہالت ہے اگر عقل ہو تو ظاہر بات ہے دعویٰ کرنے سے خلیفہ تو نہیں ہو جاتا ۔ اگر یہ خلیفہ ہو جاتے (بالفرض) تو ہم ان

کو گن چھپا لیتے۔ مگر نہ ہوئے تو اب کیا گن لیں۔

اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ خلیفہ ظاہری ہوئے تو اب وہ خلیفہ سادس ہمارے نزدیک ہو جاویں گے۔ سو اس میں کچھ ہم پر الزام نہیں ہو سکتا۔ ذرا عقل درکار ہے اور پہلے پانچ خلفاء باجماعِ اہلِ حق امامِ حق تھے۔ اور اجماعی ہونا ان کا ثابت ہو چکا۔ اوپر کے جوابوں میں دیکھو۔

یزید کی امارت اجماعی نہ تھی خواص نے رد کیا عوام کا اعتبار نہیں

مگر اجماع جیسا پانچ پہلوں پر ہوا تھا یزید پر کون سا اجماع اہلِ حق ہوا تھا وہ تو متغلب بزور ہو گیا تھا اور اجماعِ عوام کچھ معتبر نہیں اس کو اس پر قیاس کرنا کمال بلادت ہے۔ اس اجماع کو حضرتِ امیرؓ نے جائز رکھا اس کو حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ نے رد کیا۔ کجا زمین کجا آسمان، ہوش درکار ہے حیف صد حیف آپ کو کیا کہا جاوے۔ ایسی حجت تو کسی شیعہ سے آج تک نہیں بن آئی تھی۔ یہ آپ کا ہی علم ہے کہ حضرت حسینؓ نے اپنے وقت کے جابر و متغلب کو جو نہ مان کر دعویٰ استحقاقِ خلافت کیا تو پہلی خلافتیں جو باجماع حضرت امیرؓ و حسنؓ وغیرہم ممدوحین ثقلین ہوئی تھیں وہ سب باطل ہو گئیں حتیٰ کہ خلافتِ حضرت امیرؓ و حسنؓ بھی۔ کیونکہ وہ بھی اجماعی ہی تھیں۔ سبحان اللہ ذکر سرِ شہادت حسینؓ نے آپ کے علم و فہم و نکتہ رسی کو خوب ظاہر کر دیا۔ اور باقی ظلم کی نسبت کرنا خلفائے ثلٰثہ کی طرف یہ سفاہت قدیمہ ہے اس کا جواب وافی اوپر کے جوابوں میں آ چکا۔ مگر حضرت حسنؓ باوجود استطاعت حضرت معاویہؓ کو اپنا حق دے بیٹھے، تو البتہ ان کی جناب میں تو کچھ بہت ہی تم گستاخی کر گئے کہ انھوں نے بڑا سخت ظلم کیا ہے۔ معاذ اللہ اب حقیقت خلفائے خمسہ کی اور تغلب یزید پلید کا مثل آفتاب روشن ہو گیا، اگر کورِ باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

واللہ الہادی

سؤال نہم

پوچھو اپنے علماء سے کہ کلمہ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ اور بعد حکم اِنِّی تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ کے کلمہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ میں کیا فرق ہے؟ اور کلمہ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ اور وَاِنَّهٗ لَيَهْجُرُ میں کیا تفاوت ہے؟ باوجودیکہ جس پیغمبر کی تمثال میں مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ہو۔

یعنی ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان لائے ہم ساتھ بعض احکام اور منکر ہوئے بعض سے اور پیغمبر نے کہا کہ طاعت کرو میری عترت کی اور قرآن کی۔ کسی نے کہا ہمیں کافی ہے کتابِ خدا۔ ایک گروہ نے کہا انھیں ہذیان ہے اور ایک گروہ نے حضرت کو مجنون کہا۔ حالانکہ خدا نے فرمایا ہے کہ ہمارا پیغمبر بات نہیں کہتا بغیر وحی کے۔ پس ان گروہوں کے کفر و ایمان کو بتاؤ کہ اوّل کے قائل اگر کافر ہیں تو دوسرے کے مومن کیوں کر ہیں، اور ثانی مؤمن رہے تو اوّل کیوں کافر ہوئے؟

ا؎ از حضرات شیعہ (ناشر)

جوابِ[1] سوال نہم

چند آیات اور احادیث کے معانی

نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ کے معنی یہ ہیں کہ بعض کو مانے اور بعض کو نہ مانے۔ مثلاً جیسا آیات مدح مہاجرین و انصار کو، اور آیہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ کو، اور آیہ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا کو، اور آیات حرمت تقیہ وغیرہا آیات کو نہ مانے۔ کسی کو الحاقی کہہ دے کسی میں تحریف معنوی کر دے کسی کو تحریف لفظی بتا دے جیسا کہ آیہ اَنْ تَكُوْنَ اُمَّةٌ هِیَ اَرْبٰی مِنْ اُمَّةٍ میں اُمّۃ کی جگہ اَئِمّۃ کا لفظ بتا دے اور علیٰ ہذا۔ اور معنی حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ کے مطابق آیہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ کے ہیں کہ جب اکمال دین کا قرآن شریف سے حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کچھ کسی دوسری شے کی حاجت باقی نہیں رکھی، تو کتاب اللہ بس ہو گئی

حسبنا کتاب اللہ اور تمسک بالثقلین کے معنی ایک ہی ہیں

اور حدیث اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَیْتِیْ اور دوسری روایت میں فرمایا وَلَنْ یَّتَفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ یہ قول اس حدیث کے بھی من کل الوجوہ موافق و مطابق ہے کیونکہ دونوں ثقلین باہم مطابق ہیں نہ مخالف اور قرآن اعظم ہے عترت سے اور دونوں کا افتراق بھی غیر ممکن بسبب ارشاد حضرت رسالتؐ کے، سو متمسک باعظم الثقلین بھی (متمسک بالثقلین (ناشر)) بالضرور ہوا۔ لہٰذا

---

[1] از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

حسبنا کتاب اللہ کے معنی بعینہٖ تمسکنا بالثقلین ہوئے تو بس حسبنا کتاب اللہ قول اہل ایمان واذعان کا ٹھہرا۔ وَنُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ طریقہ اہل بطلان وخذلان کا نکلا اور دونوں میں فرق کالشمس فی نصف النہار معلوم ہو گیا۔

اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ کفار کا قول تھا یا عملاً شیعہ کا ہے

اور علیٰ ہذا القیاس اِنَّہٗ لَمَجْنُوْنٌ کفار کہتے تھے، کہ قول حضرت کا قابلِ اعتبار نہیں، اپنے جی چاہتا کرو۔ سو جو قوم نسخ جمیع احکام کا ائمہ سے بعد وفات رسول اللہؐ کے جائز رکھتی ہے تو باوجود استقرار امر و نہی کے کہ بامر خداوندی ہوا پھر بدلنا ان کے نزدیک معاذ اللہ کم فہمی رسول اللہؐ اور بے عقلی حضرت رسالتؐ کا باعث ہو گا اور سب آیاتِ مدح اصحابؓ ازواجؓ وغیرہا کا نہ ماننا بعینہٖ مثل کفارِ مکہ مجنون جاننا رسولؐ کا ہے کہ ان کا مقصود بھی مجنون کہنے سے حکم کا نہ ماننا تھا اور خود شیخین کو وزیر مشیر بنانا، اور غار میں ساتھ لینا باوصف اس کفر و دشمنی کے کہ بزعم شیعہ ہے، اور ان کی بیٹیوں کو گھر میں رکھنا، حالانکہ وہ بھی دشمنِ جان کافرہ تھیں بزعم شیعہ ناہنجار یہ عین بے عقلی ہے۔ معاذ اللہ سو یہ لفظ شیعہ پر البتہ خوب مطابق ہوتا ہے۔

ہذیان کا بہتان

اور لفظ لَیَہْجُرُ جو آپ نقل کرتے ہیں اس میں خوب دادِ تحریف دیتے ہو اہلسنت کی کسی کتاب میں اور کسی روایت میں کہیں یہ لفظ نہیں۔ اس کو ثابت کرو۔ البتہ اَہَجَرَ بہمزہ استفہام انکار ہے یا ہَجَرَ بحذف ہمزہ استفہام، اور معنی یہ کہ آپ کچھ بہکتے نہیں، خود آپ ہی سے استفسار کر لو، کیوں تکرار کرتے ہو؟ بہرحال لفظ ہجر لفظ عین ایمان ہے کہ حضرت رسالتؐ پر ہذیان نہیں ہو سکتا۔ اب ان دونوں لفظوں میں فرق بین معلوم ہو گیا ع

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

مگر حیف کہ رسول اللہؐ کو ستر بار تاکید ہوئی بزعم شیعہ کہ علیؓ کو وصی بنا دو اور خلیفہ کر دو، اور آپ کو ہمیشہ اس کا دھیان رہا، فقط ایک عمرؓ کے کہنے سے حضرتؐ اس حکم مؤکد کو کہ راسِ ایمان و دین تھا، اور بزعم آپ کے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ بھی اسی باب

میں نازل ہو چکا تھا، سر انجام نہ کر سکے۔ اور مرتے دم بھی اس قدر خوف و اندیشہ عمرؓ رہا کہ اظہارِ حق نہ کر سکے۔ حالانکہ مرتے دم کیا کسی کی پروا تو معاذ اللہ حضرتؑ بھی اس امر کے عدمِ انفاذ سے عاصی ہی گئے۔ بولو یہ عقیدہ تکذیب خدا تعالےٰ اور رسول اللہ اور کفر بالقرآن اور مخالفِ عترت ہے یا نہیں؟ ارے ظالمو! ذرا تو سوچ سمجھ کر پشیمان ہو ؎

ہرگز نہ ہوئے مغز سخن سے آگاہ

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ

وَاللہُ الہَادِی

سوالِ دہم[1]

پوچھو اپنے علماء سے کہ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّامۡرَاَتَ لُوۡطٍ الخ
حاصل یہ ہے کہ بیان کرتا ہے اللہ مثال واسطے کافروں کے تاغور کریں کہ زنِ نوحؑ و لوطؑ
بسبب خیانت کے جہنّم میں داخل ہوئیں پس ہم پوچھتے ہیں کہ یہ کیوں کافر مخاطب اور مرادِ خداوند
تعالیٰ ہیں، اور یہ کن پر عتاب ہے؟ اگر اور امت کے کافر مراد ہیں تو کلام لغو اور عبث ہو جاتا
ہے، اور یہ محال ہے۔ پس شیعہ کے نزدیک تو وہ لوگ ہیں جنھوں نے کشتی نجات کو چھوڑا کہ
حضرت فرما چکے تھے کہ مثال میری اہل بیت کی مثال کشتی نوحؑ کی ہے جو ان سے پھر گیا، وہ
ناری ہے۔ سو چو تو اس سے کس چیز کی آگاہی منظور تھی کہ اس سے پھر کے بیٹا اور بی بی کوئی
نہ بچے۔ اسی طرح اس کشتی سے پھر کر کوئی نہ بچے گا کس لیے کہ عترت کی اطاعت قرآن کے ساتھ
برابر مقرر کی ہے۔ پس جنھوں نے عترت کو چھوڑا اور جنھوں نے ان کی اور ان کے ظالموں اور
کرنے والوں کی محبت میں تاویلیں کیں اور بارہ خلیفہ مقرر کیے ہوئے آنحضرت کے چھوڑ کے
ہوائے نفس سے چار خلیفہ قبول کیے اور خیانت عائشہؓ و حفصہؓ کو بھی ظاہر کر دیا اور حق سے
ان کے دل پھر گئے ہیں بتا دیا اور پھر وہ لڑکیں بھی اور مُریدان کے پھر انھیں صدّیق اور صدیقہ
کہہ جاتے ہیں۔ اور عترت کے بعد پیغمبرؐ کی تکذیب ہوتی ہے پس جس کو اس کے سوا اور کچھ معلوم
ہو وہ اگر ہمیں بتا دے نہایت احسان ہوگا۔ واللّٰہ یحب المحسنین۔ فقط۔

****

[1] از حضرات شیعہ (ناشر)

جوابِ سوالِ دہم

اہل بیتؓ و ازواجِ مطہراتؓ پر عتاب بسببِ تعلق و شفقت کے تھا

اس کا جواب سوالِ ہفتم کے جواب میں مذکور ہو لیا، یہاں پھر مختصر لکھنا پڑا۔ پنبۂ غفلت گوشِ ہوش سے نکال کر سنو، کہ مخاطب اس حکم کے مؤمنین ہیں، خاصۂ خاص مؤمنین، اخص الخصوص اہلِ عترت، اہلِ بیت و ازواج و اہلِ قرابتِ رسولِ امینؐ ہیں۔

خلاصۂ حکم یہ ہے کہ ہرگز کبھی کوئی بزعمِ اعتماد و ایمان یا تقرب یا قرابت و زوجیت رسولؐ کی نافرمانی نہ کرے، یا گناہ پر مصر نہ ہو، کہ عاصی کو کچھ ان وسائل میں سے عذابِ خداوندی سے نہیں بچا سکتا۔ زوجۂ نوحؑ و لوطؑ کا حال دیکھو کہ ان کو کچھ زوجیت نے نفع نہ دیا، جب گناہ کر کے توبہ نہ کی، اور مُصر رہیں تو دنیا میں نبی کی خدمت سے جُدا ہوئیں اور آخرت میں دوزخ میں گئیں۔ ایسا ہی اگر کوئی کرے گا تو وہی سزا ہو گی۔

اور بعد اس عتاب کے آیاتِ تخییر میں فہمائش کی، جو رسولؐ کو پسند کرے گی اس کو بڑے اجر ہیں اور پھر حکم ہوا کہ اے رسول ان کو مت بدلو۔ اور حضرتؐ نے ساری عمر ان کو خدمت میں رکھا تو لاریب اجرِ عظیم ان کو آخرت میں حاصل، اور معیت رسول اللہؐ دنیا و آخرت میں ان کو شامل ہوئی۔ اور وعدہ یوم لایخزی اللّٰہ النبی والذین آمنوا معہ کا تاج ان کو ملا۔ اور

لہ از حضرت گنگوہی رح (ناشر)

دشمنانِ اہل بیت کو خسران و عذاب نصیب ہوا۔ اور اس تہدید و عتاب سے کچھ حرج اور نقصان شانِ اہل بیت میں نہیں ہوا۔

بندگانِ خاص کی معمولی زلت پہ فوری تنبیہ ہوتی ہے اور اہل اہوا کو ڈھیل دی جاتی ہے

اوّل تو سب بندے اس کے ہیں جو چاہے فرما دے عین سعادت اہلِ سعادت ہے، دوسرے یہ کہ تہدید بطور شفقتِ خداوندی اور تربیت بندگانِ خاص کے ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت جا قرآن شریف میں ایسے عتاب عنایت آمیز سے یاد ارشاد فرمایا ہے عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ الخ وَلَا تَکُنْ لِلْخَائِنِیْنَ خَصِیْمًا وَاسْتَغْفِرِ اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ اور خود شروع سورۂ تحریم یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ سو اب شیعہ حضرت رسالت کی جناب میں بھی کچھ واہیات بول کر اپنے دین و ایمان کو برباد کریں۔ معاذ اللہ

الغرض اہلِ سنت کے نزدیک ایسے خطاب عتاب کے لائق وہ ہیں کہ تقرب الٰہی رکھتے ہیں، کہ اگر کچھ بھی خلافِ رضا ان سے سرزد ہوتا ہے معاً تنبیہ و تادیب فرماتے ہیں اور جو لوگ مثل شیعہ اپنے ہوا و مشغوف نفسانیہ ہیں اور مختوم بختم خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ، اُن کے لیے وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ کا ارشاد ہے۔

اہل شیعہ متخلفین عن الثقلین ہیں اور اس کے شواہد

اب جو سائل اپنے آپ کو متمسک سفینۂ نجات اور اہل سنت کو متخلف عن سفینۃ العترۃ والآل قرار دیتا ہے تو اس کے جواب میں عبارت قبقاب لآل الکذّاب کی بحذف و تغیر بعض الفاظ و عبارت تبرکاً نقل کرتا ہوں، اور اس پر جواب کا اختتام کرتا ہوں سو اگرچہ الفاظ تند لکھنے کا قصد نہ تھا مگر آپ کی کج ادائی اور ہرزہ درائی و بدلگامی باعث اس کی ہوئی۔

قال سلمہ ربہ "بارک اللہ کیا جرأت اور بیباکی اور وقاحت اور چالاکی ہے کہ متمسکین

سفینۂ عترت و آل کو متخلفین اور متخلفین سفینۂ عترت و آل کو متمسکین بتاتے ہیں بعترتؐ آل کا آیا یہ بھی تمسک ہے کہ علم بنایئے، تعزیئے بنایئے۔ حالانکہ من لا یحضرہ میں ہے کہ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا اَوْ مَثَّلَ مِثَالًا فَقَدْ خَرَجَ عَنِ الْاِسْلَامِ۔ اَقُوْلُ فِیْ قَوْلِہٖ مَنْ مَثَّلَ مِثَالًا اَنَّہٗ مَنْ اَبْدَعَ بِدْعَۃً وَدَعَا اِلَیْھَا وَوَضَعَ دِیْنًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَقَوْلِیْ فِیْ ذٰلِکَ قَوْلُ الْاَئِمَّۃِ۔ یعنی جس نے کہ قبر کی نقل کی، یا کوئی تمثال بنائی، یعنی بدعت نکالی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور ایک نیا دین ٹھہرایا تو وہ اسلام کی حد سے باہر آیا یہی ہے قول ائمہ کا۔

آیا یہی تمسک ہے کہ دُلدُل سدھایئے، تابوت پھرایئے، حالانکہ مختار کا یہ فعل نامختار رہے کہ طفیل بن جعدہ گندھی کی دکان سے کرسی اٹھا لایا، اس کو تابوت السکینہ نام کر کر پھروایا، آیا یہی تمسک ہے کہ بھس اڑایئے اور چھچھیوں میں نوحے گایئے؟ حالانکہ کلینی میں امام سجاد سے مروی ہے کہ:

اِنَّمَا تَحْتَاجُ الْمَرْأَۃُ اِلَی النَّوْحِ حَتّٰی یَسِیْلَ دَمْعُھَا وَلَا یَنْبَغِیْ لَھَا اَنْ تَقُوْلَ ھُجْرًا (ترجمہ) ”عورتوں کو نوحہ میں اتنا ہی چاہیئے کہ آنسو بہہ نکلے، اور بیہودہ بکنا نہ چاہیئے۔“

آیا یہی تمسک ہے کہ ڈھول بجایئے، مرثیہ کے پردے میں حضرت شہر بانو کا رنڈاپا گایئے؟ حالانکہ یہ فعل باتفاق حرام ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ لوگوں کو ناحق رلایئے؟ کتاب حسینہ کی اوٹ میں جناب نرگس کا سہاگ پوڑہ دکھایئے؟ حالانکہ یہ بندیان لستہ شیطان ہیں۔ آیا یہی تمسک ہے کہ شریعت کی مخالفت کیجئے؟ بتجویز مجلسی وغیرہ، سلاطین کے آگے سر سجدہ میں دیجئے؟ حالانکہ یہ بنص قرآن ممنوع ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ۔ والا جناب سید ابرار اور ائمہ اطہار اس سجدہ کے زیادہ تر سزاوار تھے، نہ شاہ عباس اور طہماسپ خناس۔

آیا یہی تمسک ہے کہ جناب مرتضوی کو خائف وجبان اور آپ کی اولاد کو کذاب ومغضوب الخوان ٹھہرائیے؟ حالانکہ یہ شجاعت کے منافی ہے۔ آیا یہی تمسک ہے کہ تقلید مجوس بے ننگ وناموس اعیاد ثلثہ سوی العیدین احداث کیجیے؟ حالانکہ خم غدیر میں کب جناب امیرؓ کو حضرتؐ نے خلیفہ کیا؟ کہ جس پر عید غدیر مقرر ہوئی اور عید شجاع گبر ول (گبر ول) کا فعل ہے کہ شہادتِ فاروقی سُن کر خوشی میں آئے؟ احمد بن اسحاق شیعی نے اسلام میں اس کو رواج دیا۔ مصائب النواصب میں لکھا ہے کہ علماء نے اس عید کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ اخلاف نے بیش خود بسبیل خلاف تجویز کیا، اور عید نوروز (سلاطین ایرانیہ) گبری، سیرت مجوسی فطرت نے بطور عید اس دن جشن کیا، ان کی یادگار شیعہ اشرار نے اسلام میں داخل کی اور حیلہ کیا کہ آج کے دن جناب مرتضویؓ سر یر آرائے خلافتِ مصطفویؐ ہوئے اِنَّھُمْ اَلفوا اٰبَآءَھُمْ ضَآلِّیْنَ فَھُمْ عَلٰٓی اٰثٰرِھِمْ یُھْرَعُوْنَ۔

تمسک اور تخلف ایک علمی بحث غرض یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے، بالجملہ سرکار ملازمان نے اس مقام میں تمسک اور تخلّف کا ذکر کیا، ضرور ہے کہ متمسکین اور متخلفین کا کچھ نشان دیا جاوے، پس اصحاب دین اور ارباب اعتقاد پر مخفی نہیں کہ تخلّف خلاف تمسک ہے، اور احادیث ماموره تمسک کہ نجات وفلاح کی نسبت وارد ہیں، ازانجملہ ایک حدیث ثقلین ہے کہ اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُھُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ۔ یعنی بخطاب امت حضرتؐ کا ارشاد ہے کہ "میں تم میں دو چیزیں گراں بار چھوڑ جاتا ہوں کہ جب تک تم ان دونوں سے تمسک کرتے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ ایک ان دونوں میں بزرگ تر ہے دوسرے سے، قرآن خدا اور میرے اقربا"۔

دوسری حدیث نجوم اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اھْتَدَیْتُمْ "میرے اصحاب کا حال ستاروں کی طرح ہے ان میں جن کی اقتدا کروگے راہ پاؤگے"۔

تیسری حدیث سفینہ کی مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ (ترجمہ) "میرے گھر والوں کا حال کشتی نوحؑ کا سا ہے کہ جو اس کشتی میں سوار ہوا نجات پائی، اور جس نے اس سے پیٹھ پھیری غرق ہوا۔

ایک نکتہ مُلّا یعقوب ملتانی افادہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں حدیثوں میں جو صحابہ کو نجوم اور اہل بیت کو سفینہ ارشاد فرمایا اس میں یہ اشارہ ہے کہ شریعت کو صحابہ سے سیکھنا چاہیے، اور طریقت اہل بیت سے۔ اس واسطے کہ خوض دریائے حقیقت اور معرفت میں بدون محافظت شریعت اور طریقت کے محال ہے۔ جیسا سفر دریا بدون رکوب سفن اور اہتداء بہ نجوم متعذر ہے۔ پس وصول الی المطلوب جیسا تنہا بدون مراعات نجوم غیر متصور ہے ویسا ہی بغیر مراعات رکوب سفن بے اثر۔

شیعہ کے نزدیک قرآن غیر معتبر ہے بیان اوّل کا یہ ہے کہ خلاف محققین قوم تباسی بعض متعصبین مستوجب اللوم اکثر شیعہ زمان جیسا آپ اور آپ کے بھائی باپ قرآن موجود کو صحت اور کمال سے معرّا اور تحریف یسیر اور فی الجملہ تغیّر و تبدّل سے محشّی سمجھتے ہیں، چنانچہ بارقہ ضیغمیہ میں فرماتے ہیں:۔

"کہ چوں نظم قرآنی نظم عثمانی ست، بر شیعیان احتجاج باں نشاید، دفی موضع آخر منہا۔ علاوہ آنکہ چوں نظم قرآنی خلیفہ ثالث اند احتجاج برآں بر شیعیان درست نمی تواند شد۔" انتہٰی بعبارۃ المقضیۃ الی جسارتہ۔

شیعہ اور حضرت عباسؓ اور بیان ثانی کا یہ ہے کہ اثنا عشریہ بالخصوص حضرت عباسؓ اور ابن عباسؓ کو، کہ جنابِ رسالتؐ کے چچا اور چچا زاد بھائی ہیں بد کہتے، بد کہتے ہیں اس سبب سے کہ حضرت فاروق اور حضرت کلثوم کی تزویج میں واسطہ ہوئے تھے۔ حالانکہ شوستری کی مجالس وغیرہ میں موجود ہے کہ حضرت خیر الناسؐ جنابِ عباسؓ کی عظمت بجا لاتے تھے اور ان کے حق میں صِنْوُ اَبِیْ فرماتے تھے۔

اسی طرح زبیر بن العوامؓ کو کہ مادرِ اقدس ان کی صفیہؓ عمۂ مکرمہ جناب مصطفویہ اور مرتضویہ ہیں جنگِ جمل میں شرکت کے سبب دشمن بتاتے ہیں حالانکہ کشف الغمہ میں مکشوف ہے کہ جب اس جنگ میں ابن جرموز لعین نے آپ کو شربتِ شہادت پلایا، حضرت امیرؓ کو مژدہ سنایا کہ میں نے تیرے بدخواہ کو ٹھکانے لگایا، آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خیر العباد سے یاد ہے کہ زبیر کا قاتل جہنمی ہے، غصہ میں آیا اپنے تئیں آپ خنجر سے دار بوار جہنم میں پہنچایا، حضرت امیرؓ نے فرمایا لَقَدْ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ بَشِّرْ قَاتِلَ ابْنِ صَفِیَّۃَ بِالنَّارِ۔

بناتِ طیبات اور قرآن اسی طرح رقیہؓ اور کلثومؓ کہ حضرت کی بناتِ طیبات ہیں بجہت تحقیق علاقۂ زوجیت بینہما و بین سیدنا عثمانؓ کہ عترت سے نکالتے ہیں چنانچہ احقاق الحق میں ہے کہ "رقیہ و کلثوم نہ حضرتؐ کی دختر تھیں نہ بطنِ خدیجہؓ سے۔"

اور منہج الفاصلین میں ہے کہ "حضرت فاطمہؓ کے سوائے کوئی دختر آپ کی نہیں" حالانکہ قرآن میں بصیغۂ جمع ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ اور ظاہر ہے کہ قرآن میں جمع ہے تو جمع کا اطلاق تین سے کمتر پر درست نہیں۔ ومعہذا زاد المعاد میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُقَیَّۃَ بِنْتِ نَبِیِّکَ وَعَلٰی اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ نَبِیِّکَ

اکثر اولاد حسنین کو شیعہ نہیں مانتے اسی طرح اکثر اولاد حسنینؓ کو نہیں مانتے اور امام نہیں جانتے حسن بن حسن مثنیٰ اور عبد اللہ محض اور نفس زکیہ وغیرہ کو کہ حسنی ہیں کافر مرتد بتاتے ہیں۔ حالانکہ جامع اخبار میں ہے اَکْرِمُوْا اَوْلَادِیْ وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ "میری اولاد کو گرامی رکھو، اور جو مرا میری آل کی محبت پر، تو وہ مرا سنت اور جماعت پر۔"

اور امام حسینؓ کی اولاد میں جعفر بن موسیٰ کاظمؓ اور جعفر بن علیؓ برادر حضرت امام عسکریؓ کو کذاب بتاتے ہیں اور سلسلہ امامت کا تا بامام حسن عسکری پہنچاتے ہیں من بعد جعفر یہ جعفر بن علی رضؓ کی امامت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ امام عسکری لاولد تھے اور بعضے

کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند امام آخرالزمان ہیں کہ صغرسنی میں باپ کے روبرو وفات پائی۔ اور بعضوں نے حدِ بلوغ کو پہنچایا۔ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَقَالَ بَعْضُھُمْ مَاتَ فِی الصَّلٰوۃِ فُجَاءَۃً وَقِیْلَ قُتِلَ وَقِیْلَ حَیٌّ غَائِبٌ مُنْتَظَرٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

آیۂ تطہیر ازواج مطہرات کے حق میں اُتری۔ بہ دلائل

اور بیان ثالث کا یہ ہے کہ اہل بیت حقیقی یعنی ازواج مطہراتؓ جن کے حق میں آیۂ تطہیر اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا نازل ہوئی۔ جیسا ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ فِیْ نِسَاءِ النَّبِیِّ خصوصاً صدیقہؓ وحفصہؓ کو (اس سبب سے کہ ان کی زوجیت میں شیخینؓ کی فضیلت اور عظمت ثابت ہوتی ہے) اہل بیت مجازاً بھی نہیں جانتے، اور جو مجازاً داخل ہیں ان میں حقیقت کو صرف کرتے ہیں۔ حالانکہ شانِ نزول مذکور اور سباق وسیاق اسی پر دال ہے کہ یہ آیۃ ازواج کے حق میں نازل ہوئی اس واسطے کہ ابتداءً یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ سے لفظ وَالْحِکْمَۃِ تک ازواج کی جانب خطاب ہے پس بدون انقطاعِ کلام سابق اور افتتاحِ کلام لاحق درمیان میں اور کا حال مذکور ہونا مخالف نص قرآنی ہے۔

اسی واسطے ترمذی وغیرہ میں آیا ہے کہ ہرگاہ اس آیت نے نزول پایا حضرت نے آلِ عباس کے حق میں دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔ اُم سلمہؓ نے عرض کیا اَلَسْتُ بِاَھْلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فرمایا اَنْتِ عَلٰی خَیْرٍ وَّ اَنْتِ عَلٰی مَکَانِكِ "یعنی تو تو بطریق اولیٰ بجائے خود اہل بیت ہے" پس معلوم ہوا کہ یہ آیت ازواج کے حق میں ہے خصوصاً اور اولاد کے حق میں عموماً۔ ورنہ دعا کی کیا حاجت تھی۔

شیعہ تمام صحابہ کو مرتد جانتے ہیں

اور بیان رابع کا یہ ہے کہ یہ فرقہ باجمعہا تمامی صحابہ کو کافر اور مرتد اعتقاد کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ الا شاذ معدود منہم کسی نے بہ روایت امام

صادقؒ لکھا کہ لما مات النبی ارتدت الصحابۃ کلھم الا اربعۃ منھم مقداد وحذیفۃ وسلیمان وابوذرؓ۔ حالانکہ جامع الاخبار میں ہے من سب اصحابی فقد کفر۔ اور کتاب خصال میں زبانی امام صادقؒ موجود ہے کہ کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثنی عشر الفا ثمانیۃ الاف من المدینۃ والفین من غیر المدینۃ والفین من الطلقاء لم یر فیھم قدری ولا مرجی ولا حروری و لا معتزلی ولا صاحب رای وکانوا یبکون اللیل ویقولون اقبض روحنا قبل ان تاکل خبز الخمیر۔ جناب شیخینؓ کہ افضل صحابہ اور یارِ غار سید الثقلین ہیں ان کی عداوت اور بیزاری کو عین عبادت جانتے ہیں، تا آنکہ انھیں صنم قریش قرار دے کر دعائے صنمی قریش بنایا ہے اور اس کو دعائے قنوت جناب مرتضویؓ بنایا ہے حالانکہ احقاق الحق میں زبانی امام صادقؒ ان کے حق میں موجود ہے ھما امامان عادلان قاسطان کانا علی الحق وماتا علیہ فعلیھما رحمۃ اللہ یوم القیمۃ۔

پس اب ان بیانات اربعہ سے کالنور علیٰ قلل الجبال اتضاح حال ہوا کہ متخلف سفینۂ عترت وآلِ رافضی ہیں عموماً اور ملازمان مدعی تمسک خصوصاً کہ بنحوائے افتؤمنون ببعض الکتٰب و تکفرون ببعض۔ اکثر قرآن وعترت کے بیشتر اصحاب واہلِ بیت حضرتؐ کے ساتھ بغض اور کفران رکھتے ہیں، نہ اہلِ سنت کو بمودائے لا نفرق بین احد منھم سائران بزرگوار اربعہ کی نسبت ان کو محبت اور ایمان ہے عموماً اور ختنین کی نسبت خصوصاً۔ اور یہ خود ظاہر ہے حاجتِ بیان نہیں رہی۔

بعض شبہات اور ان کا جواب اس مقام میں دو شبہات کہ اثنا عشریہ کی سدِ راہ ہیں۔ ایک یہ کہ تمسک کل اہلِ بیت کی کیا حاجت، تمسکِ بعض بھی نجات کے لیے کافی ہے کیونکہ اگر کشتی کے کسی کونے پر بیٹھے تو بھی غرق سے ایمن ہے۔ دفع اس کا یہ ہے کہ اس ہنگام کیسانیہ مختاریہ، زیدیہ، موسویہ وغیرہا فرق کو گمراہ جاننا غلط ہو گا۔ کیونکہ ہر ایک نے کشتی کا ایک

کنج لیا ہے۔ بلکہ تعیین اثنا عشریہ بھی باطل ہوگی پس بنائے علیہ تمام مذہب اثنا عشریہ برہم ہوا۔

اور حلِ شبہ یہ ہے کہ ایک کونہ میں بیٹھنا اس وقت نافع ہے کہ اور کسی کونہ میں رخنہ نہ ہوا، اور ہرگاہ کسی کنج میں رخنہ کیا بے شک غرق ہوگا۔ اور شیعہ کا کوئی فرد ایسا نہیں کہ ایک کنج میں بیٹھے اور دوسرے میں رخنہ نہ ڈالے۔ ہاں اہلِ سنت ہر چند زوایائے مختلفہ میں آمد و شد رکھتے ہیں مگر ان کی کشتی کے کسی کنج میں رخنہ نہیں۔

دوسرے یہ کہ جناب مجتہد قمقام عماد الاسلام میں فرماتے ہیں کہ حدیثِ اقتدا مجمل ہے کیونکہ اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں اقتدا شیخین چاہیئے۔ گمان کیا جاتا ہے کہ سببِ ارشاد یہ ہوگا کہ کہیں تشریف لئے جاتے ہوں گے اور شیخین شریف پرے ہوں گے کسی نے پوچھا ہوگا کہ میں کس راہ سے آؤں، آپ نے فرمایا کہ شیخین کے پیچھے پیچھے آؤ۔ مجھ کو پاؤ۔ اہلِ انصاف پر یہ بات ظاہر ہے کہ جنابِ مجتہد باوصف فہم و کیاست کیا اجتہاد کر رہے ہیں اور بحکم بنی قصراً و ہدم مصراً تمام تمسکاتِ قوم کی تار پود کو برباد کردیا۔ ہائے اتنا بھی نہ سمجھے کہ یہ اجمال اگر منافی اقتدائے شیخین ہے تو وہ اجمال و احتمال کہ احادیث متواترہ مقبولۂ قوم (مستوجب العذاب و اللوم) ہیں لاسیما کہ تمسک اہلِ بیت کی نسبت وارد ہیں کیونکہ مجوّز اقتدا ائمہ ہوں گے۔

باعترافِ شیعہ پیدا ہے کہ حصولِ نجات کے لیے کوئی حدیث حدیثِ ثقلین سے بڑھ کر نہیں اس میں بھی وہ احتمال پیدا ہے کیونکہ اصلاً اس میں مذکور نہیں کہ کس چیز میں اُن کے ساتھ تمسک کرنا چاہیئے، آیا محبت و اخلاص میں، یا اتباع و پیروی میں؟ پھر اس تقدیر پر بھی مجمل ہے کہ آیا اصول میں تمسک چاہیئے جیسا توحید باری اور امامت ائمہ وغیرہ میں؟ یا فروع میں جیسا عین نماز میں خصیوں یا قضیب سے کھیلنے، یا فرج کا بوسہ لینے میں یا دخول فی الدبر وغیرہ میں؟

بعدہٗ اس میں کلام ہے کہ جمیع اہلِ بیت مراد ہیں؟ یا بعض؟ و بر تقدیرِ اول حصر اثنا عشر باطل ہے اور بر تقدیرِ ثانی ترجیح بلا مرجح مرجوع لازم، معہذا احادیث کہ بلفظ طریق سلوک لحوقِ کشتی

دریا و بیابان صحرا مردی ہیں، ان میں بھی یہی احتمال ہوگا۔ کسی نے پوچھا ہوگا کہ فلاں شہر میں کیوں کر پہنچوں، اور اثنائے راہ میں دریائے ناپید اکنار اور صحرائے دشوار گذار واقع ہیں حضرتؐ نے فرمایا کہ علی بن ابی طالبؓ کے ہمراہ جانا چاہیے کہ نشیب و فراز میدانوں کا جاننے اور عمق دریا کا پہچانے ہوئے ہیں۔ الی غیر ذلک من الاحتمالات، ایں گل دیگر شگفت، فافہم ولاتکن من الغافلین

اب اہلِ انصاف از روئے انصاف و ایمان بلا اعتساف دیکھیں کہ متخلف یا متمسک سفینہ عترت و آل اہل سنت ہیں، یا شیعہ ضال؟ (برطے بول کا سر نیچا) من بعد ملازمان امیی ہٹ دھرمی سے اگر باز نہ آئیں اور اپنے کو متمسک بنائیں، اسی بات کے مصداق ہوں گے کہ جولاہے کو مومن اور صدقہ خور کو مصلی اور حبشی کو سیدی، نجاست کش کو حلال خور کہتے ہیں مشرکین مکہ اپنے آپ کو تابع ملتِ ابراہیمی جانتے تھے اور مسلمانوں کو صابی، اور یہود و نصاریٰ اپنے آپ کو موسوی عیسوی بتاتے تھے۔ اور عبداللہ بن سلام اور نجاشی کو بے دین مغوی، لیکن سوائے ذلت و رسوائی کیا حاصل، نام کسی کا لینا اور خلاف اس کے کرنا ذلِ دنیا، کمال وقاحت و بیحیائی ہے۔ واللہ الہادی۔

◆◆◆◆◆

خاتمۂ کتاب

الحمد للہ! یہ رسالہ "ھدایۃ الشیعہ" باختصار تمام اتمام کو پہنچا، اب سائل مدعی خصوصًا اور سب شیعہ عمومًا اس کو بنظرِ انصاف دیکھ کر اپنا کحل الجواہر بنا دیں، اور اپنی غوایات کو چھوڑ کر ہدایت پر آویں، تا قیامت کو خسران و عذاب سے نجات پاویں ورنہ اس دن ہرگز کچھ تقلیدِ آباء و اجداد کارگر نہ ہو گی ؎

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو!

اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو!

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

تَمَّتْ بِالْخَيْر

مکتبہ عبدالکریم ٹھٹہ عیسیٰ براہ جوکالیاں گجرات (پنجاب)

آیات بیّنات

کامل جلد حصے دو جلد
عکسی ایڈیشن

از - نواب محسن الملک سید محمد مہدی علی خاں

تردید شیعہ میں وہ عظیم اور مشہور کتاب جس نے ایک انقلاب پیدا کر دیا اور ہزاروں انسانوں کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا، اس کتاب کے فاضل مصنف ابتداء سے خود شیعہ مذہب کے بڑے عالم تھے بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت فرمائی اور آپ نے شیعہ مذہب سے تائب ہو کر یہ عظیم کتاب تصنیف فرمائی اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں خود شیعہ مذہب کی کتابوں اور ان کے علماء کے اقوال سے ہی ان کا بطلان کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود طرز تحریر نہایت ناصحانہ اور سنجیدہ اختیار کیا گیا ہے۔ ضرورت ہے ہر شخص تعصّب سے ہٹ کر اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ یہ کتاب عرصہ ساٹھ سال سے نایاب تھی اب مکمل تیار ہے۔ سائز ۲۰×۲۶/۸ کل صفحات: ۷۰۰

سفید کاغذ۔ قیمت جلد اوّل: -/۴۸ جلد دوم: -/۴۸ کامل سیٹ: -/۹۶ روپے

****

تاریخ مذہب شیعہ

حسب ایماو پسند فرمودہ :- مولٰنا عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی رح

اس کتاب میں شیعہ مذہب کی پوری تاریخ بیان کی گئی ہے اور مشہور منافق ابن سبا جو دراصل یہودی تھا اور جو مذہب شیعہ کا بانی ہے اس کے مفصل حالات لکھے گئے ہیں کہ یہ منافق کس طرح ازراہ نفاق مسلمانوں میں گھس کر مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا جس کی وجہ سے آج تک مسلمان شیعہ سُنّی گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں متلاشیانِ حق کے لیے بہترین کتاب سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۴۰ عکسی طباعت سفید کاغذ۔ بکس بورڈ جلد قیمت ۱۶/۷۵ روپے